استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت لاہور

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 3 | مئی 2012ء | شمارہ 5

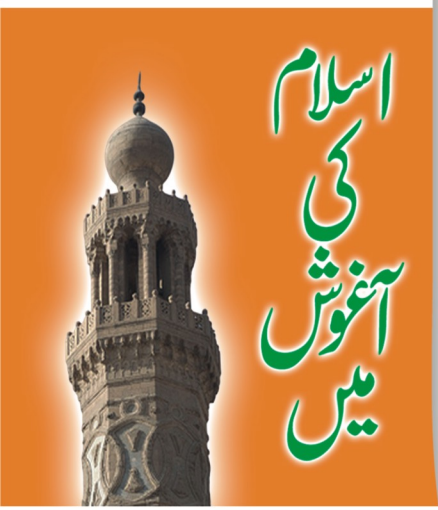

اسلام کی آغوش میں

سارا دن کیا کرتی ہو؟

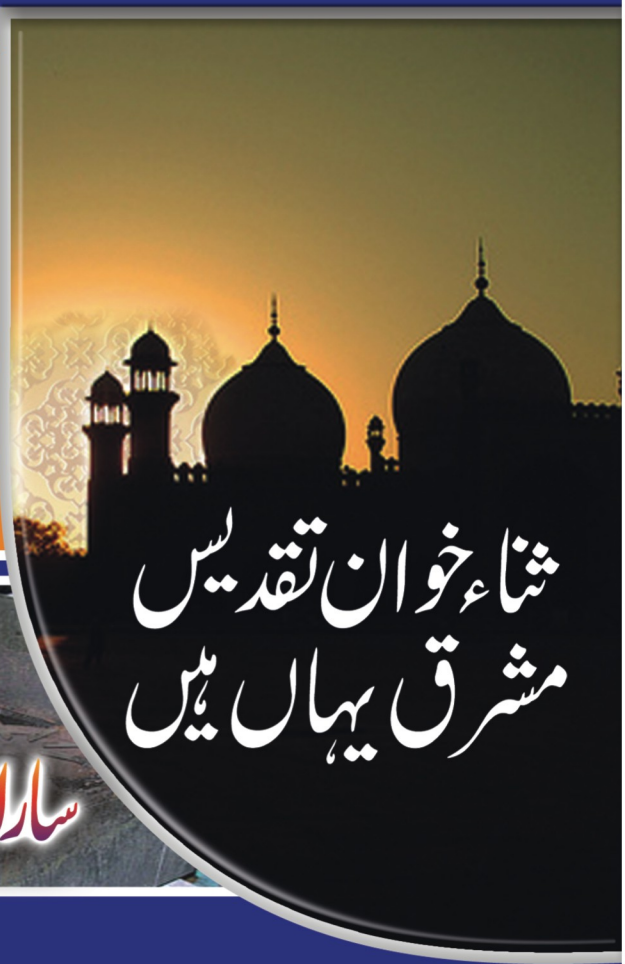

ثناء خوان تقدیس مشرق یہاں ہیں

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت

جلد نمبر 3 | مئی 2012ء | شمارہ نمبر 5

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

مولانا بشیر احمد قاسمی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون -/240 روپے

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویلپمنٹ سوسائٹی 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

خط وکتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

فہرست

درس قرآن 3

درس حدیث 4

ستی اور ہم 5

اداریہ 5

اور..... سُنت جیت گئی! 6

مولانا محمد کلیم اللہ 6

ثناخوانِ تقدیسِ مشرق یہاں ہیں 9

مصطفیٰ صادق 9

اسلام کی آغوش میں 11

ام عسکر اشش 11

انوکھا مقدمہ 15

عائشہ جمشید، گوجرانوالہ 15

محبت کی چٹکی 17

مولانا عابد جمشید رانا 17

سارا دن..... کیا کرتی ہو؟ 19

مہوش ناز، کاموںکے 19

بیوی سے حُسنِ سلوک 21

اہلیہ مفتی شبیر احمد 21

یک زمانہ صحبتے با اولیاء 26

ام عمارہ سرگودھا 26

قصیدہ امام اعظم رحمہ اللہ 44

ابو معاویہ حنفی چشتی قاسمی 44

نفع بخش تجارت 45

مولانا منیر احمد جھنگوی 45

ظہیر الدین محمد بابر 51

امان اللہ کاظم 51

نماز اہل السنت والجماعت 57

مولانا محمد الیاس گھمن 57

درس قرآن

مفتی محمد تقی عثمانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : ن والقلم وما یسطرون O

ترجمہ: ن (اے پیغمبر!) قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھ رہے ہیں۔

تفسیر: ن حروف مقطعات میں سے ہے۔

مکہ مکرمہ کے کافر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذاللہ) دیوانہ کہا کرتے تھے اگلی آیت میں ان کی تردید فرمائی گئی ہے اور اس سے پہلے اس آیت میں تردید پر قسم کھائی گئی ہے اس کی تفسیر میں بہت سے مفسرین نے فرمایا ہے کہ قلم سے مراد تقدیر کا قلم ہے اور وہ سے مراد فرشتے ہیں یعنی قسم ہے تقدیر کے قلم کی اور تقدیر کے ان فیصلوں کی جو فرشتے لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیوانے نہیں ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغمبر ہونا اور مکہ مکرمہ میں مبعوث ہونا تقدیر میں پہلے سے لکھا جا چکا تھا۔ اس لیے آپ اگر اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا والوں تک پہنچا رہے ہیں تو اس میں نہ کوئی غیر معقول بات ہے اور نہ اس پر کسی کو حیرت ہونی چاہیے دوسرے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ قلم سے مراد عام قلم ہے اور جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں سے مراد عام لوگوں کا لکھنا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قلم سے لکھنا جاننے والے بھی وہ اعلیٰ مضامین لکھنے سے عاجز ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ذریعے لوگوں تک پہنچا رہے ہیں حالانکہ آپ اُمّی ہیں اور لکھنا پڑھنا نہیں جانتے ایک اُمّی کی زبان مبارک پر ایسا اونچے درجے کا کلام جاری ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے ایسی صورت میں آپ کو دیوانگی کا طعنہ دینا خود دیوانگی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم

درس حدیث

عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علینا ولی اخ صغیر یکنی اباعمیر وکان لہ نغر یلعب بہ فمات فدخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فراہ حزینا فقال ماشانہ ۔ قالوا مات نغرہ فقال یااباعمیر مافعل النغیر ؟ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے میرا چھوٹا بھائی جس کی کنیت ابو عمیر تھی اس کے پاس ایک بلبل تھی جس کے ساتھ ہو کھیلا کرتا تھا، وہ مر گیا۔ اس کے بعد ایک بار پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو اس کو دیکھا کہ بہت غمزدہ بیٹھا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اس کا بلبل مر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے کہا اے ابو عمیر تیرے چھوٹے بلبل کا کیا ہوا؟

تشریح : اس حدیث پاک میں فقہاء کرام نے سینکڑوں مسائل کا حل نکالنا ہے وہ سب اپنے مقام پر درست ہیں۔ اس حدیث پاک میں شفقت و رحمدلی کا وہ نمونہ ہے جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کیونکہ اتنے بلند مرتبہ و مقام پر ہوتے ہوئے ایک چھوٹے بچے کے غم کو دور کرنا ہے کہ ایک بچے کو غمزدہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دلاسہ دیا کہ اے ابو عمیر تمہارے اس چھوٹے بلبل کو کیا ہوا یعنی جن چیزوں سے بچے کھیلا کرتے ہیں ان کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیال فرمایا کرتے تھے اور اگر وہ کہیں ضائع ہو جائے یا مر جائے تو بچوں کے غم کو غلط کرنے کے لیے اور ان کو تسلی دینے اور ان سے دلجوئی کرنے کے لیے اس کا حال دریافت کرتے۔ بچوں کی نگہداشت کے ساتھ ساتھ ان کے معصوم خیالات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی اقدس صلی اللہ علیہ و سلم کا سچا جبدار اور تابع فرمان بنائے اور ہم سب کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اطاعت نبوی نصیب فرمائے آمین یارب العالمین

ستی اور ہم

اداریہ

اسلام نے جاہلانہ رسوم ورواج کو جس طرح کچل کر ختم کیا ہے اس طرح کی تاریخ کا حامل کوئی اور مذھب نہیں ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: کل شیء من أمر الجاهلية تحت قدمی موضوع. (صحیح مسلم: رقم 1218) جاہلیت والا ہر کام میرے پاؤں کی نوک کے نیچے ہے۔

لیکن افسوس آج ہم نے دوبارہ انہی جاہلانہ رسوم کو گلے لگا لیا ہے۔ چونکہ ہم بہت عرصہ سے ہندوانہ معاشرہ میں جی رہے ہیں، اس لئے ہندوؤں کی ایک عادت کہ بیوہ عورت سے نکاح نہ کرنا ہمارے اندر سرایت کر گئی ہے۔ ہندو لوگ اپنی عورتوں کو بیوہ ہونے کے بعد خاوند کے ساتھ ہی جلا دیتے تھے، عورتیں جل مرنے کو تیار اسی لئے ہو جاتیں تھی کہ زمانے کے تلخ حقائق کا سامنا اپنی بیوگی کے ساتھ کیسے کریں گی۔ عورتوں کی جل مرنے کی اس رسم کو "ستی کی رسم" کہتے ہیں، مگر اسلام نے نکاح بیوگان پر زور دیا ہے کہ معاشرہ بے راہ روی سے محفوظ بھی رہے اور عورت جیسی صنف نازک بھی اپنی عفت کا آبگینہ گناہ کی نحوست سے بچا سکے۔ لیکن ہم لوگوں نے بیوہ سے نکاح کرنے کو اہمیت نہ دی، نتیجۃً حالات سے دوچار ہو کر بیوہ زندہ رہتے ہوئے بھی بے رحم معاشرے کی آگ میں جل کر ستی ہو گئی۔

علماء کرام نے دامے درمے سخنے اس لاپرواہی کی طرف قوم کو متوجہ تو کیا ہے مگر عملاً معاملہ سست روی کا شکار رہا۔ بندہ نے پندرہ اپریل 2012ء کو حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیوہ بیٹی سے عقد ثالث کر کے اس رسم کو توڑا ہے۔ آپ بھی قدم بڑھائیں تاکہ ان مروجہ رسومات کی بیخ کنی ہو سکے اور اسلامی معاشرہ پاکیزگی کا نمونہ بن سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامی الکریم

اور.....سُنت جیت گئی!

مولانا محمد کلیم اللہ

5 اپریل کی سہانی شام تھی جب لاہور کی مسجد احسان میں متکلم اسلام استاد محترم مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ اپنی بارات کو ساتھ لیے تشریف لائے آج استاد محترم کا تیسرا نکاح ہونے والا تھا۔ نکاح کن سے تھا؟ عالم اسلام کے عظیم مبلغ مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیوہ صاحبزادی سے جو پہلے سے 5 بچوں کی ماں ہیں۔

سبحان اللہ! مسجد احسان لاہور میں قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا محمد طلحہ صدیقی دامت برکاتہم آف انڈیا، مولانا عبد الوحید برادر فضیلۃ الشیخ مولانا عبد الحفیظ مکی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے مولانا اللہ وسایا، اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ سے مولانا عبد الشکور حقانی، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے مولانا خبیب احمد گھمن، مولانا مقصود احمد، احناف میڈیا سروس کی طرف سے مولانا عابد جمشید، رانا عمر فاروق اور راقم، جبکہ ملک بھر کے دیگر معزز حضرات بھی تیسرے نکاح کی تقریب میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ نماز عصر کے بعد مولانا عبد الوحید صاحب ..... جو رشتہ کے لحاظ سے استاد محترم متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے ہم زلف ہیں.....نے خطبہ نکاح پڑھایا/25000 روپے معجل حق مہر کے عوض نکاح منعقد ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد طلحہ صدیقی دامت برکاتہم نے دعا فرمائی۔ ان سب میں جو بات راقم کے دل کو زیادہ لگی وہ برادر محترم بھائی محمد صالحین اطال اللہ عمرہ وزاد علمہ نے جب استاد محترم سے یہ کہا کہ میں اپنی والدہ کا نکاح آپ سے کرتا ہوں استاد جی نے فرمایا قبول ہے۔

دیکھنے کو تو یہ بات عام سی نظر آتی ہے لیکن میں اور آپ جس معاشرے میں جیتے ہیں وہاں ایسی بات کا ظہور پذیر ہونا عیوب کا ہمالہ کہلاتا ہے لوگوں کی آتشیں زبانیں ایک ایک گز

باہر نکل کر زہر اگلتی ہیں کہ او جی! دیکھو جی! کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی بیوہ ماں کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں تھمادیا۔ یہ منظر میرے سامنے تھا معاشرے کے اگڑم بگڑم رسومات بھی واضح طور پر میری آنکھوں میں گھوم رہے تھے میں نے دل ہی دل میں اس حوصلہ مند اور غیرت وحمیت سے سرشار اور اطاعت شریعت کے پابند نوجوان بھائی محمد صالحین زاد اللہ ورعہ کو اس کام پر خوب داد دی جنہوں نے معاشرہ کی ایک قبیح رسم کو عملاً اپنے نیک گھرانے کی بدولت توڑا۔ ورنہ اس معاشرے کی اندھ کھوپڑی میں یہ بات سما چکی تھی کہ بیوہ عورت اپنے بیوگی کے عصا پر چل کر قبر کی پاتال تک تو پہنچ سکتی ہے لیکن عزت وشرافت کی زندگی بسر نہیں کر سکتی۔

ادھر دوسری طرف مجھے استاد محترم کا ہشاش بشاش پر مسرت چہرہ نظر آیا۔ جو اصلاح معاشرہ میں اپنی ذات کو عملاً پیش کیے ہوئے ہیں میں انہیں کافی دیر سے دیکھ رہا تھا ان کی آنکھوں میں نظریاتِ بد کو مٹانے کے لیے وہ طوفانِ بلاخیز مچل رہے تھے۔ جسے ہمارے اکابر نے برپا کیا تھا۔ اس پر میرے پاس تاریخی شہادت موجود ہے آپ بھی پڑھیے۔

"محمد شاہی (1719ء_1747ء جیسا کہ خوانی خان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے) سے ہندوستان کے شرفاء اور اونچے خاندانوں میں اس کو قبیح اور معیوب فعل اور عورت کی وفاداری اور عزت کے منافی سمجھا جانے لگا۔ یہاں تک کہ جو شخص اس کی جرات کرتا تھا اس کا خاندانی مقاطعہ کیا جاتا اور اس کو سخت ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ بعض اوقات میاں بیوی دونوں کو ترک وطن پر مجبور ہونا پڑتا تیرہویں صدی ہجری کی دلیل چوتھائی اور انیسویں کے اوائل ہیں ہندوستان کے مشہور مصلح اور دینی پیشوا حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ رائے بریلی نے اس خلاف اسلام ذہنیت کے خلاف اصلاحی مہم چلائی اور خود اس رسم کو توڑ کر اور ان کے دوسرے رفقاء ومعتقدین نے عملی اقدام کر کے اس مردہ سنت کو زندہ کیا اور اس خیال کی عملی تردید کی یہ فعل معیار شرافت اور جذبہ عزت کے خلاف ہے اس وقت سے مسلمان خاندانوں میں یہ عمل اتنا قبیح اور نامانوس نہیں رہا جتنا ایک دو صدی پہلے تھا اب بھی اگرچہ بہت سے

مسلمان بیوائیں اپنی مرضی یا کسی مجبوری سے عقد ثانی کے بغیر رہتی ہیں لیکن عقد ثانی کا اچھا خاصا رواج پایا جاتا ہے۔"

(ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں ص63)

مجھے استاد محترم کا وجود اکابر کا پرتو نظر آرہا تھا۔ جیسے ہمارے اکابر نے اس رسم بد کو اپنے عمل سے مٹایا تھا ..... تین صدیاں قبل آپ دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ

"خود حضرت سید صاحب (سید احمد شہید رحمہ اللہ) نے "صراطِ مستقیم" میں اک مردہ سنت کو زندہ کرنے اور اس کی ترویج پر زور دیا تھا اور بیوہ کے نکاح ثانی کو قبیح سمجھنے کو ہندوؤں کی صحبت واختلاط کا نتیجہ قرار دیا ہے، لیکن مدتوں کی اس متروک سنت کے احیاء وترویج اور صدیوں سے اس جاہلی خیال کے استیصال کے لیے یہ تحریریں، اصلاحی رسالے اور تقریریں کافی نہ تھیں ضرورت اس کی تھی کہ کوئی عظیم شخصیت اور مقتدائے زمانہ اپنے عمل سے اس سنت کے احیاء اور اس جاہلی خیال کا ابطال کرنا اور اس کی پر زور دعوت دینا کہ اس کی قباحت دلوں سے بالکل نکل جاتی اور اس کا عمومی رواج ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے دوسرے عظیم الشان اصلاحی و تجدیدی کاموں کے ساتھ یہ عظیم الشان اصلاحی خدمت بھی جس کا اثر سینکڑوں خاندانوں اور ہزاروں در گور عورتوں کی پر پڑتا ہے سید صاحب سے لی اور غیب سے اس کا سامان پیدا ہوا۔"

(سیرت سید احمد شہید ج1ص244)

آج پھر معاشرہ میں وہی جاہلی اقدار جڑ پکڑ رہی ہیں اس لیے استاد محترم کی طرح دیگر مقتداء زمانہ شخصیات کو بھی اس پر توجہ دینی ہو گی تا کہ معاشرہ سے رسوم ورواج کی بیخ کنی ہو سکے مختصر یہ کہ رسوم ورواج ہار گئے اور سنت جیت گئی اور حدیث میں ہے کہ

من احیی سنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید

جس نے میری مردہ سنت کو فساد امت کے وقت زندہ کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر ہے۔

ثناخوانِ تقدیسِ مشرق یہاں ہیں

مصطفیٰ صادق

آج کل وقتاً فوقتاً اجتماعی شادیوں کا ذکر پڑھنے اور سننے میں آتا ہے لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہو گا کہ اجتماعی شادیوں کی ایک تاریخی روایت جو ہر لحاظ سے مثالی نوعیت کی روایت قراردی جاسکتی ہے مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ نے قائم کی تھی۔اجتماعی شادیوں کا یہ واقعہ عملاروٹین ہو چکا ہوتا تو شاید اس پر یقین کرنا چنداں آسان نہ ہوتا۔لیکن اسے قدرت کا کرشمہ کہئے یا حضرت مفتی صاحب کی کرامت اور ان کے مخلص دوستوں اور متعلقہ سرکاری حکام کی معاونت کا اعجاز قرار دیجئے کہ فیصل آباد کے چنیوٹ بازار کے باسیوں میں ایسی42 خواتین بھی تھیں جو مسلمان معاشرے پر سیاہ دھبوں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ ان خواتین کی کون سی مجبوریاں تھیں جو انہیں اس بازار میں لانے پر مجبور کر چکی تھیں۔ اس کا دانشورانہ تجزیہ کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت مفتی صاحب نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو تبلیغی مشن کا حصہ بناتے ہوئے اس مہم پر صَرف کرنے کا فیصلہ کیا کہ ان خواتین کے لئے مسلمان معاشرے کی شایانِ شان زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کئے جاسکیں۔

چنانچہ اپنے دو اہم معانین مولانا عبدالرحیم اشرف اور خان شیریں گل کے ساتھ شبانہ روز مشوروں کے بعد اس وقت کے پولیس حکام کو اعتماد میں لیا گیا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ان خواتین کو چنیوٹ بازار سے نقل مکانی کے لئے آمادہ کرنے کے ساتھ ساتھ پیپلز کالونی میں اعلیٰ پائے کے چند مکانات کا انتظام بھی کر لیا گیا۔ مرحلہ وار پروگرام کے مطابق جب تمام خواتین پیپلز کالونی میں اعلیٰ پائے کے چند مکانات میں قیام پذیر ہو گئیں تو حضرت مفتی صاحب کے تعاون سے بعض شرفانے خاموشی کے ساتھ ان خواتین کے گھر بسانے کے مناسب انتظامات کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس دوران ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ جب ان خواتین کو ایک

وسیع ہال میں جمع کیا گیا، مفتی صاحب نے اپنی اہلیہ سمیت بعض دوسرے دوستوں کی بیگمات کو بھی ان خواتین کے ساتھ میل جول کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا اور انہیں مناسب مشورے بھی دیے۔ اس کے بعد وہ اہم ترین مرحلہ آتا ہے جو عملی طور پر مفتی صاحب زندگی بھر تبلیغ وارشاد اور توبہ واستغفار کے لئے جانے کہاں کہاں کیا کیا معرکے سرانجام دیتے ہوں گے لیکن آج کے اس معرکے کا اپنا ہی ایک مقام تھا۔ کوئی دوسرا نہیں خود حضرت مفتی صاحب کی اہلیہ محترمہ کی روایت اس ناچیز تک پہنچی ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے توبہ واستغفار کے موضوع پر جو کچھ بھی فرمایا اس کے اثرات ایسے انمٹ اور نمایاں تھے کہ بس آنسوؤں کی لڑی تھی جس نے ہر آنکھ کو اشکبار کر رکھا تھا۔ داستان بہت طویل ہے، خلاصہ یہ کہ ایک ایک خاتون کی رخصتی کا اہتمام کیا گیا، نکاح اور رخصتی میں دلچسپی لینے والے شرفا نے انہیں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی طرح رخصت کیا سوائے ایک خاتون کے سب کے نکاح ہوئے۔

تین سنہری باتیں

1. تم حق بات کہنے سے مت ڈرو نہ تمہیں کوئی موت دے سکتا ہے اور نہ کوئی تمہارا رزق کم کر سکتا ہے۔
2. اگر دنیا میں صرف سکون ہوتا تو لوگ اللہ کو بھول جاتے سکون تو صرف اُن لوگوں کے پاس ہے جو اللہ کی رضا کو اپنی رضا سمجھتے ہیں۔
3. ہمیشہ دُعا مانگتے رہو کیونکہ ممکن نہ ممکن صرف ہماری سوچ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ نہ ممکن نہیں ہے بے شک اللہ بہت رحم کرنے والا ہے۔

(انتخاب: رانا محمد ارسلان، شیخوپورہ)

اسلام کی آغوش میں

ام عکراش

لیڈی بارنس ایک نو مسلم انگریز فوجی کی بیوی تھیں۔ یہ دونوں میاں بیوی ایک مقدمے میں ملوث ہو کر علامہ اقبال کے پاس آئے۔ الزامات سراسر جھوٹے تھے اس لیے عدالت نے ان دونوں کو باعزت بری کر دیا۔ چوں کہ وکالت کے فرائض علامہ اقبال نے انجام دیے تھے، اس لیے چند روز بعد لیڈی بارنس شکریہ ادا کرنے کے لیے لاہور علامہ اقبال کے پاس تشریف لائیں۔ اس وقت علامہ اقبال نے سوال کیا"لیڈی صاحبہ! آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کی اسباب کیا ہیں؟" "مسلمانوں کے ایمان کی پختگی' ڈاکٹر صاحب!" لیڈی بارنس نے جواب دیا۔ "لیڈی صاحبہ! میں نہیں سمجھا' اس سے آپ کی کیا مراد ہی؟" میں نے پوچھا۔ "لیڈی صاحب نے وضاحت میں واقعہ سنایا۔" "ڈاکٹر صاحب میں نے دیکھا ہے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں جس کا مسلمانوں کی طرح ایمان پختہ ہو۔ بس اسی چیز نے مجھے اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا ہے۔"

"ڈاکٹر صاحب میں ایک ہوٹل کی مالکہ تھی۔ میرے ہوٹل میں ایک ستر سالہ بوڑھا مسلمان ملازم تھا۔ اس بوڑھے کا فرزند نہایت ہی خوب صورت نوجوان تھا۔ مہلک بیماری میں جب یہ لڑکا چل بسا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں بوڑھے کے پاس تعزیت کے لیے گئی۔ اسے تسلی دی بوڑھا نہایت غیر موثر حالت میں میرے تعزیتی الفاظ سنتا رہا اور جب میں غم کی باتیں ختم کر چکی تو اس نے نہایت شاکرانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا:"میم صاحبہ! یہ خدا کی تقدیر ہے' خدا کی امانت تھی' خدا لے گیا۔ اس میں غم زدہ ہونے کی کیا بات ہے؟ ہمیں تو ہر حال میں خدائے غفور کا شکر ادا کرنا ہے۔" ڈاکٹر صاحب بوڑھے کا آسمان کی طرف انگلی اٹھانا ہمیشہ کے لیے میرے دل میں پیوست ہو گیا۔ میں بار بار اس کے الفاظ پر غور کرتی تھی اور حیران

تھی کہ الٰہی اس دنیا میں اس قسم کے صابر، شاکر اور مطمئن دل بھی موجود ہیں۔ مجھے بڑی کاوش یہ تھی کہ بوڑھے نے ایسا پُر استقامت دل کیسے پایا؟ اسی غرض سے میں نے پوچھا کیا مرحوم کے اہل وعیال بھی تھی؟ وہ کہنے لگا" ایک چھوٹا بچہ اور ایک بیوی ہے۔" بوڑھے کے اس جواب نے میری حیرت کم کر دی۔ "میں نے بوڑھے کے اطمینان قلب کی یہ تاویل کی کہ چوں کہ پوتا موجود ہے اس واسطے وہ اس کی زندگی اور محبت کا سہارا ہو گا لیکن ڈاکٹر صاحب میں نے اس تاویل سے اگرچہ اپنے دماغ کو پرچا لیا مگر میرے دل کو اطمینان نہ ہوا اور میں برابر اس پڑتال میں لگی رہی کہ کسی طرح اپنے بوڑھے ملازم کی صحیح کیفیت سمجھوں۔"

"اس واقعے کے تھوڑے ہی دن بعد یتیم بچے کی ماں بھی چل بسی۔ اس سے میرے دل کو بہت تکلیف ہوئی اور میں نے خیال کیا کہ بوڑھے کے امتحان کا اصل وقت یہی ہے۔ میرے دل پر اس کی طویل خدمت گزاریوں کا اثر تھا۔ اس کے نوجوان فرزند کی وفات کے بعد اب اس کی بہو کی موت اور اس کے پوتے کی یتیمی نے اس اثر کو اور بھی زیادہ چمکا دیا تا لیکن اس فطری اور رسمی ہمدردی اور دل سوزی کے علاوہ اصل چیز جو میری دلچسپیوں کا حقیقی مرکز تھی یہ تھی کہ میں بوڑھے کی کیفیت قلب کا صحیح اندازہ کروں؟ میں دوسرے دن بوڑھے کے گاؤں روانہ ہوئی جو بالکل قریب ہی تھا۔ میں بوڑھے کے گھر میں داخل ہوئی اور اس کی تازہ مصیبت پر افسوس کا اظہار کیا اور اسے اپنی ہمدردی کا یقین دلایا۔

وہ نہایت امن وسکون سے میری دردمندانہ باتیں سنتا رہا لیکن جب اس کے جواب کی نوبت آئی تو اس نے پھر انگلی آسمان کی طرف اٹھادی اور کہا"میم صاحبہ! خدا کی تقدیر میں کوئی شخص دم نہیں مار سکتا۔ اسی نے دیا تھا اور وہی لے گیا ہمیں ہر حال میں اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔" لیڈی بارنس بوڑھے کے الفاظ نقل کرنے کے بعد پھر رکیں گویا وہ مجھ سے ان الفاظ کی داد طلب کر رہی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب میں جب تک بوڑھے کے پاس بیٹھی رہی اس کے سینے سے آہ نکلی نہ آنکھ سے آنسو گرے اور نہ زبان پر افسوس کا لفظ آیا۔ وہ اس طرح اطمینان سے

باتیں کرتا تھا گویا اس نے اکلوتے بیٹے اور بہو کو زمین میں دفن نہیں کیا بلکہ اپنی زندگی کا کوئی بڑا فرض ادا کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں وہاں سے واپس آگئی۔ میں بوڑھے کی پختگی ایمان پر حیرت زدہ تھی۔

میں بار بار غور کرتی تھی اور تھک جاتی تھی مگر مجھ پر یہ معما حل نہیں ہوتا تھا کہ اس پریشانی میں کسی انسان کو یہ استقامت حال کیسے نصیب ہو سکتی ہی؟ چند روز بعد اس کا معصوم پوتا بھی گزر گیا۔ میں بڑی بے قراری کے عالم میں اس کے پاس گاؤں پہنچی۔ مجھے یقین تھا کہ اب لاوارث بوڑھا اپنی تمام دنیا کو ختم کر چکا ہو گا۔ اس کے حواس ہوش سے بے گانہ ہوں گے۔ اس کا دل و دماغ مقفل ہو گا اور یاس اس کی امید کے تمام رشتے منقطع کر چکی ہو گی۔ یہی توقعات ساتھ لے کر میں بوڑھے کے مکان میں داخل ہوئی اور نہایت ہی دل سوزی سے اس کے مصائب پر غم کا اظہار کیا۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے حد حیرت ہوئی کہ میرے اظہار افسوس کا بوڑھے کے دل پر کچھ بھی اثر نہ تھا۔ وہ بڑی بے تکلفی سے بیٹھا تھا اور نہایت ہی غیر متاثر حالت میں میری گفتگو سن رہا تھا۔ جب میری گفتگو ختم ہو گئی تو اس نے زبان کھولی پہلے کی طرح پھر اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھادی اور کہا: ”میم صاحبہ یہ خدا کی حکمت کے کھیل ہیں۔ اس نے دینا تھا، واپس لے لیا۔ اس میں ہمارا کیا تھا جس پر ہم اپنے دل کو برا کریں، بندے پر ہر حال میں اپنے خدا کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ ہم مسلمانوں کو یہی حکم ہے کلہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں۔“

اب لیڈی بارنس درد دل کی کیفیتوں سے لبریز تھیں۔ انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور روتی ہوئی آواز میں کہا ”ڈاکٹر صاحب بوڑھے کا یہ جواب میرے لیے ہدایت کا پیغام تھا اس کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور تیر بن کر میرے دل کو کرید رہی تھی۔ اس وقت میں نے اس مرد ضعیف کی پختگی ایمان کے سامنے ہمیشہ کے لیے اپنا سر جھکا دیا۔ مجھے یقین حاصل ہو گیا کہ یہ اطمینان قلب، مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ میں نے کہا اے میرے بوڑھے باپ اب تم اکیلے اس گاؤں میں رہ کر کیا کرو گے؟ میرے ساتھ ہوٹل میں چلو اور آرام سے زندگی

بسر کرو۔ بوڑھے نے میری اس دعوت کا شکریہ ادا کیا اور بے تکلف میرے ساتھ ہوٹل میں چلا آیا۔ یہاں وہ دن بھر ہوٹل کی خدمت کرتا اور رات کو خدا کی یاد میں مصروف ہو جاتا۔ کچھ عرصے بعد اس نے کہا میں آج قبرستان جاؤں گا۔ میرے دل میں پھر وہی امتحان لینے کا شوق پیدا ہوا۔ دل نے کہا یہ دیکھنا چاہیے کہ وہاں اس کے صبر و تحمل پر کیا گزرتی ہی؟

بوڑھا ہوٹل سے نکل کر اس خاموش اور ویران مقام کی طرف آیا جہاں اس کے تینوں عزیز مدفون تھے۔ میں ایک طرف کھڑی ہوگئی اور وہ قبرستان پہنچتے ہی پریشان حال قبروں کو درست کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ مٹی کھود کھود کر لاتا اور قبروں کو درست کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پانی لے آیا اور ان پر چھڑکاؤ کرنے لگا۔ جب قبریں درست ہو گئیں تو بوڑھے نے وضو کیا اور اہل قبرستان کے حق میں دعا کی اور واپس چل دیا۔ میں نے اس تمام عرصے میں نہایت احتیاط سے اس کی تمام حرکات کو دیکھا اور محسوس کیا کہ اس کے ہر کام میں اطمینان کا نور اور ایمان کی پختگی جلوہ گر ہے۔

اب میرے دل پر ایک غیبی نشتر چلا اور مجھے محسوس ہوا کہ یہ بوڑھے کی خوبی نہیں بلکہ یہ اس دین حق کی خوبی ہے جس کا یہ بوڑھا پیرو ہے۔ میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا اور ہوٹل میں پہنچ کر اس مرد بزرگ سے کہا کہ وہ کوئی ایسی عورت بلا لائے جو مجھے اسلام کی تعلیم دے۔ وہ فی الفور اٹھا اور اپنے عالم صاحب کی لڑکی کو بلا لایا۔

اس نے مجھے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سبق سکھایا۔ ڈاکٹر صاحب اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے مسلمان ہوں اور وہی عظیم الشان قوتِ ایمان جس سے کہ بوڑھے کا دل سرشار تھا، اپنے سینے میں موجود پاتی ہوں۔ اب مجھے اپنے خدا پر اس قدر پختہ ایمان ہے کہ خواہ کس قدر بھی مصیبت آئے، میرے قدموں کو کبھی لغزش نہیں ہو سکتی۔

انوکھا مقدمہ

عائشہ جمشید، گوجرانوالہ

اس شخص کا نام حیزان الفہیدی الحربی ہے۔ یہ بریدہ سے 90 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں (اسیاح) کا رہنے والا ہے۔ تقسیم کی شرعی عدالت میں فیصلہ جیسے ہی اس کے خلاف گیا تو اس نے خود تو رو رو کر اپنی داڑھی کو آنسوؤں سے تر بتر کیا ہی، مگر اس کو دیکھنے والے والے لوگ بھی رو پڑے۔ آخر کس بات پر یہ زار و قطار رونا اور غش پڑ پڑ جانا؟ اولاد کی بے رخی؟ خاندانی زمین سے بے دخلی؟ حیزان کی بیوی نے اُس پر خلع کا دعویٰ کیا؟ نہیں، ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تو پھر آخر کس بات کا رونا!! یہ قصہ تصوراتی نہیں بلکہ سچا اور حقیقت پر مبنی ہے جس کی تفاصیل سعودی عرب کے ایک بڑے اخبار (الریاض) کے سرورق پر چھپیں، مملکت کی کئی بڑی مساجد کے منابر سے ائمہ کرام نے اپنے خطابات میں اس واقعے کا ذکر کیا، سینکڑوں عربی ویب سائٹس اور فورمز پر لوگوں کی آنکھیں کھولنے والے اس واقعہ کی تلخیص آپ کیلیے بنات اہل السنت میں پیش کر رہی ہوں۔ حیزان اپنی ماں کی بڑا بیٹا ہے، اکیلا ہونے کی وجہ سے سارا وقت اپنی ماں کی خدمت اور نگہداشت پر صرف کرتا تھا۔ حیزان کی ماں ایک بوڑھی اور لاچار عورت جس کی کل ملکیت پیتل کی ایک انگوٹھی، جسے بیچا جائے تو کوئی سو روپے بھی دینے پر آمادہ نہ ہو۔ سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا کہ ایک دن دوسرے شہر سے حیزان کے چھوٹے بھائی نے آکر مطالبہ کر ڈالا کہ میں ماں کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تاکہ وہ شہر میں میرے خاندان کے ساتھ رہ سکے۔ حیزان کو اپنے چھوٹے بھائی کا اس طرح آکر ماں کو شہر لے جانے کا ارادہ بالکل پسند نا آیا، اس نے اپنے بھائی کو سختی سے منع کیا کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گا، ابھی بھی اس کے اندر اتنی ہمت، سکت اور استطاعت ہے کہ وہ ماں کی مکمل دیکھ بھال اور خدمت کر سکتا ہے۔

دونوں بھائیوں کے درمیان تو تکار زیادہ بڑھی تو انہوں نے معاملہ عدالت میں لے جانے کا فیصلہ کیا گیا، مگر معاملہ عدالت میں جا کر بھی جوں کا توں ہی رہا، دونوں بھائی اپنے موقف سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے اور عدالت پیشیوں پر پیشیاں دیتی رہی تاکہ وہ دونوں کس حتمی نتیجے پر پہنچ سکیں۔ مگر یہ سب کچھ بے سود رہا۔

مقدمے کی طوالت سے تنگ آ کر قاضی نے آئندہ پیشی پر دونوں کو اپنی ماں کو ساتھ لے کر آنے کیلئے کہا تاکہ وہ اُن کی ماں سے ہی رائے لے سکے کہ وہ کس کے ساتھ رہنا زیادہ پسند کرے گی؟ اگلی پیشی پر یہ دونوں بھائی اپنی ماں کو ساتھ لے کر آئے، اُنکی ماں کیا تھی محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ، جب قاضی نے اُن کی ماں کو پیش ہونے کیلئے کہا تو وہ اُسے ایک خالی کارٹن میں ڈال کر لائے، بڑھیا کا وزن بیس کلو بھی نہیں بنتا تھا۔ قاضی نے بڑھیا سے پوچھا کہ کیا وہ جانتی ہے کہ اُس کے دونوں بیٹوں کے درمیان اُس کی خدمت اور نگہداشت کیلئے تنازع چل رہا ہے؟ دونوں چاہتے ہیں کہ وہ اُسے اپنے پاس رکھیں! ایسی صورتحال میں وہ کس کے پاس جا کر رہنا زیادہ پسند کرے گی؟ بڑھیا نے کہا، ہاں میں جانتی ہوں مگر میرے لیئے کسی ایک کے ساتھ جا کر رہنے کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر حیزان میری ایک آنکھ کی مانند ہے تو اس کا چھوٹا بھائی میری دوسری آنکھ ہے۔ قاضی صاحب نے معاملے کو ختم کرنے کی خاطر حیزان کے چھوٹے بھائی کی مادی اور مالی حالت کو نظر میں رکھتے ہوئے مقدمے کا فیصلہ اُس کے حق میں کر دیا۔ جی ہاں، تو یہ وجہ تھی حیزان کے اس طرح ڈھاڑیں مار مار کر رونے کی۔ کتنے قیمتی تھے حیزان کے یہ آنسو! حسرت کے آنسو، کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کرنے پر قادر کیوں نہیں مانا گیا؟ اتنا عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی ماں کی خدمت کرنے کو سعادت حاصل کرنے کیلئے یہ جدوجہد؟ شاید بات حیزان کی نہیں، بات تو اُن والدین کی ہے جنہوں نے حیزان جیسے لوگوں کی تربیت کی اور اُنہیں بر الوالدین کی اہمیت اور عظمت کا درس دیا۔

محبت کی چٹکی

مولانا عابد جمشید رانا

"سنو! کھیت سے چند خربوزے توڑ کر لاؤ۔" لابان نے بے تکلفی سے باغ کی مخملیں گھاس پر بیٹھے ہوئے اپنے غلام کو حکم دیا۔ وہ کہنے کو غلام تھا لیکن حقیقت میں اس کا آقا اس کے اچھے اخلاق اور نیک سیرتی کی بنا پر اس کو اپنی سگی اولاد سے زیادہ محبت دیتا تھا۔ لالچ، طمع، حسد اور کینہ یہ سب امراض اسے چھو کر بھی نہ گذرے تھے۔ ظاہر میں وہ غلام اتنا حسین و جمیل بھی نہ تھا لیکن اس کے اندر کی خوبصورتی اور دل کی صفائی شکل و صورت پر غور کرنے کا موقع ہی نہ دیتی تھی۔ اس بنا پر لابان اس کی رائے کو ہمیشہ اولیت دیا کرتا تھا اور اس کی کوشش ہوتی تھی کہ یہ غلام اکثر اس کی خدمت میں رہے۔ دوسرے غلاموں کو اس کا یہ مقام ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور وہ ہر وقت اسے نیچا دکھانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔

باغ میں انواع و اقسام کے پھلوں کے درخت تھے ان میں سے بعض نایاب قسم کے تھے اور لابان کو ان کی تجارت سے خوب آمدنی ہوتی تھی۔ اس کے غلام پھل اتارتے اور منڈیوں تک پہنچانے کے لیے ان کی صفائی اور دیگر امور سرانجام دیتے۔ اس عمل کے دوران وہ آنکھ بچا کر خوب پھل کھا لیتے۔ لابان کو ساری خبر تھی لیکن وہ چشم پوشی سے کام لیا کرتا تھا۔ چند ہفتے قبل کا وہ سارا قصہ گویا اب بھی لابان کی آنکھوں کے سامنے تھا غلاموں کا پورا گروہ اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا "حضور! آپ کے چہیتے غلام نے چوری چھپے اتنے زیادہ پھل کھا لیے ہیں کہ آج اتنے پھل نہیں بچے جنہیں منڈی بھیجا جا سکے۔" لابان فوراً معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا "سب لوگ سامنے والے میدان میں جمع ہو جائیں اور پانی کا ایک بڑا پتیلا گرم کر کے وہاں پہنچا دیا جائے۔" اس نے حکم دیا۔ سارے غلام بہت خوش ہوئے کہ آج اس لاڈلے کی خیر نہیں لیکن یہ کیا؟ لابان نے سب غلاموں کو حکم دیا کہ یہ گرم پانی پیو سب کو چار چار کٹورے پانی پینے

کے بعد حکم ملا کہ اس میدان میں دوڑنا شروع کر دو۔ لابان کا چہیتا غلام بھی سب کے ہمراہ دوڑ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر گذری تھی کہ سب نے قے شروع کر دی سوائے اس ایک کے سب کی قے میں پھلوں کے ٹکڑے تھے سب غلاموں کی نگاہیں مارے شرمندگی کے جھکی ہوئی تھیں اور لابان محبت بھری نظروں سے اپنے لاڈلے غلام کو دیکھ رہا تھا۔

"آقا خربوزے حاضر ہیں" لابان چونک گیا وہ اپنے خیالوں میں اتنا گم تھا کہ اسے غلام کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی۔ "اچھا اچھا ٹھیک ہے، ادھر لاؤ!" لابان نے چھری پکڑی اور ایک خربوزہ اٹھا لیا۔ "سامنے بیٹھ جاؤ! آج میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے خربوزہ کاٹ کر کھلاتا ہوں۔" جی بہت بہتر! وہ بڑے ادب سے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ لابان نے خربوزے کی ایک قاش کاٹی غلام نے تھوڑا آگے ہو کر اس کے ہاتھ سے لی اور مزے سے کھانے لگا ایک کے بعد ایک آقا کاٹتا رہا اور غلام کھاتا رہا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ خربوزہ بہت ہی شیریں اور مزے کا ہے اور پھر آخری قاش۔۔۔ کیوں نہ اسے میں کھالو لابان کے جی میں آیا۔۔ آخ۔۔ تھو۔۔۔! اتنا کڑوا خربوزہ۔۔! اس سے کڑوی چیز کبھی اس کے حلق سے نہ اتری تھی اس نے قاش کو اٹھا پھینکا اور پانی کا کٹورا منہ سے لگا لیا۔ پانی پی کر وہ تعجب سے غلام کی طرف دیکھنے لگا۔۔ اتنا کڑوا ہے یہ اور تم بڑے مزے سے کھا رہے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیسے؟ آقا جس ہاتھ سے بے شمار نعمتیں حاصل ہوئیں آج اگر ایک خلاف مزاج بات پر ناک بھوں چڑھالیتا تو انصاف نہ تھا غلام اور احسان ناشناس ناممکن ہے۔ آقا! ناممکن۔ لقمان کے منہ سے الفاظ نہیں موتی جھڑ رہے تھے۔ لابان سوچ رہا تھا کہ یہ اس غلام کا حال ہے اور ایک ہم ہیں جو ہر وقت اس خالق کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اگر کبھی اس کی طرف سے کوئی آزمائش آن پڑے تو کتنی بے صبری سے شکوہ کرنے لگتے ہیں کاش ہمیں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ یہ اس رحیم و کریم مالک کی طرف سے محبت بھری چٹکی ہے تو تکلیف میں بھی لطف آنے لگے گا پھر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

الحمدللہ علی کل حال

سارا دن..... کیا کرتی ہو؟

مہوش ناز، کامونکے

خاوند سارے دن کے کام سے تھکا ہارا گھر واپس لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے تینوں بچے گھر کے سامنے۔۔۔ کل رات کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی مٹی میں لت پت کھیل رہے ہیں۔ گھر کے پچھواڑے میں رکھا کوڑا دان بھرا ہوا اور مکھیوں کی آماجگاہ ہوا ہے۔ گھر کے صدر دروازے کے دونوں پٹ تو کھلے ہوئے تھے ہی، مگر گھر کے اندر مچا ہوا اودھم اور بے ترتیبی کسی میدان جنگ کا منظر پیش کر رہی تھی۔ کمرے کی کُچھ لائٹیں ٹوٹ کر فرش پر بکھری پڑی تھیں تو قالین دیوار کے ساتھ گیا پڑا تھا۔ ٹیلی ویژن اپنی پوری آواز کے ساتھ چل رہا تھا تو بچوں کے کھلونے فرش پر بکھرے ہوئے تھے اور کپڑوں کی مچی ہڑبونگ ایک علیحدہ کہانی سنا رہی تھی۔ کچن کا سِنک بغیر دُھلی پلیٹوں سے اٹا ہوا تھا تو دستر خوان سے ابھی تک صبح کے ناشتے کے برتن اور بچی کھچی اشیاء کو نہیں اُٹھایا گیا تھا۔ فریج کا دروازہ کھلا ہوا اور اُس میں رکھی اشیاء نیچے بکھری پڑی تھیں۔ ایسا منظر دیکھ کر خاوند کا دل ایک ہول سا کھا گیا۔ دل ہی دل میں دُعا مانگتا ہوا کہ اللہ کرے خیر ہو، سیڑھیوں میں بکھرے کپڑوں اور برتنوں کو پھاندتا اور کھلونوں سے بچتا بچاتا بیوی کو تلاش کرنے کیلئے اوپر کی طرف بھاگا۔ اوپر پہنچ کر کمرے کی طرف جاتے ہوئے راستے میں غسل خانے سے پانی باہر آتا دِکھائی دیا تو فوراً دروازہ کھول کر اندر نظر دوڑائی، باقی گھر کی طرح یہاں کی صورتحال بھی کُچھ مختلف نہیں تھی، تولیے پانی سے بھیگے فرش پر پڑے تھے۔

باتھ ٹب صابن کے جھاگ اور پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا اور اُسی کا پانی ہی باہر جا رہا تھا۔ ٹشو پیپر مکمل طور پر پانی میں ڈوبے ہوئے تھے، ٹوتھ پیسٹ کو شیشے پر ملا ہوا تھا۔ خاوند نے یہ سب چھوڑ کر ایک بار پھر اندر کمرے کی طرف دوڑ لگائی۔ دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا تو انتہائی حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس کی بیوی مزے سے بیڈ پر لیٹی ہوئی کسی کہانی کی کتاب کو پڑھ

رہی تھی۔ خاوند کو دیکھتے ہی کتاب نیچے رکھ دی اور چہرے پر ایک مسکراہٹ لاتے ہوئے بولی؛ آپ آ گئے آفس سے، کیسا گُزرا آپ کا دِن؟ خاوند نے بیوی کا التفات اور استقبال نظر انداز کرتے پوچھا؛ آج گھر میں کیا اودھم مچا پڑا ہے؟ بیوی نے ایک بار پھر مُسکرا کر خاوند کو دیکھا اور کہا؛ روزانہ کام سے واپس آ کر کیا آپ یہی نہیں کہا کرتے کہ میں گھر میں رہ کر کیا اور کون سا اہم کام کرتی ہوں؟ خاوند نے کہا؛ ہاں ایسا تو ہے، میں اکثر یہ سوال تُم سے کرتا رہتا ہوں۔ بیوی نے کہا؛ تو پھر دیکھ لیجیئے، آج میں نے وہ سب کُچھ ہی تو نہیں کیا جو روزانہ کیا کرتی تھی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

- متعلم جامعہ حنفیہ بورے والا محمد جاوید علی کے والد محترم انتقال کر گئے ہیں۔
- رشید احمد حقانی کے چچازاد اور مولانا محمد اسحاق، مہتمم جامعہ یوسفیہ کوئٹہ کے صاحب زادے بھائی ثناء اللہ دیوار سے گر کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔
- محمد امین کیریو آف فل شہر نوشہرو فیروز کی والدہ فوت ہو گئیں ہیں۔
- محمد اکرام میرانی آف لیہ کی ہمشیرہ طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں ہیں

مدیر اعلیٰ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اور ادارہ احناف میڈیا سروس، احناف ٹرسٹ، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کی پوری ٹیم ان سب حضرات کے لیے اور جو حوادثات میں ہلاک ہوئے یا مختلف امراض کی وجہ سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمت نازل فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نوٹ: قارئین کرام اپنے فوت شدگان کی اطلاع بذریعہ میسج کر دیا کریں تاکہ ایصال ثواب کی اپیل میں ان کا نام شامل ہو سکے۔ رابطہ کے لیے 03324576084

بیوی سے حُسنِ سلوک

اہلیہ مفتی شبیر احمد

بعض شوہر اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ شادی کے نتیجہ میں انہیں مفت کا ایک نوکر نہیں بلکہ ایک غلام ہاتھ آگیا ہے۔ نوکر تو ذرا سختی کرنے پر ملازمت چھوڑ کر جا بھی سکتا ہے اور وہ بغیر تنخواہ کے ایک دن بھی کام نہیں کرے گا جب کہ بیوی بیچاری نہ تنخواہ دار ہے اور نہ ہی آسانی سے ظالم شوہر سے آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ ایسے شوہر بیویوں سے توقع رکھتے ہیں کہ گھریلو کام کاج کے علاوہ وہ ان کی کاروبار کے سلسلہ میں بھی مدد کریں۔ شوہروں کی دکانوں پر سیلز گرل کی حیثیت سے کھڑی ہو یا کمائی کے ذرائع کو بڑھانے کے لیے دوسری ملازمتیں کریں۔ ایسا وہ پردہ میں رہ کر تو ہر گز نہ کر سکیں گی اور اگر حجاب سے باہر نکلتی ہیں تو شریعت کے قوانین کی خلاف ورزی ہو گی۔ فی زمانہ میاں اور بیوی میں اختلافات کی خلیج حائل ہونے اور بچوں کی اخلاقی بد حالی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بیوی کو اس کے قدرتی گھریلو کام کاج کے ماحول سے نکال کر اسے غیر فطرتی کاموں میں لگا دیا جائے۔ سیلز گرل کی حیثیت سے دکان کے کاونٹر پر کھڑے ہونا یا کمانے کے لیے باہر کسی ملازمت پر جانا یہ عورت پر غیر قدرتی اور انصاف کے منافی سختی ہے جو شوہر اس کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ عورت سے ایسی مشقتیں لینا حرام ہے۔ مزید براں یہ اس کی قدرتی جسمانی ساخت اور ذہنی صلاحیتوں کے منافی ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں کے فرائض انجام دے۔ شریعت نے معاشیات کی تمام تر ذمہ داری شوہر کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اگر وہ بیوی سے اس امر کی توقع رکھے کہ اخراجات کی مد میں بھی وہ اس کی مدد کرے تو یہ اس کا ظالمانہ فعل ہو گا۔ اگر بیوی ایسے ظلم اور ناانصافی کی شکار ہو گی تو اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں پر بہت برا اثر پڑے گا۔ بچے بھی لاپرواہی کی بھینٹ چڑھ جائیں گے گھر کی دیکھ بھال بھی متاثر ہو گی۔ شرم ہو گی۔ شرم وحیا کا پردہ بھی چاک ہو گا اور اسلامی قانون کی بھی خلاف ورزی ہو گی۔ ایسے گھروں

پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا ہے۔ خاندان مختلف اقسام کے مصائب میں گھر جاتا ہے کاروبار اور گھر سے برکت رخصت ہو جاتی ہے۔ مفت کے ملازم کو کاروبار میں ملوث کرنے سے فائدہ تو کیا پہنچتا گھر اور کاروبار کی تباہی ضرور ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کرنے کے بعد ایک مسلمان کیونکر کامیاب و کامران ہو سکتا ہے؟ اگر گھر کے حالات بہت ہی دگرگوں ہوں اور شوہر کی قلیل آمدن اس بار کو اٹھانے کی متحمل نہ ہو اور بیوی کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو تو وہ اسلامی پردہ کی پاسداری میں رہ کر کوئی ایسا کام کر سکتی ہے جس سے آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے۔ لیکن اگر شوہر اسے ملازمت کرنے کے لیے حکم دے تو وہ صاف انکار کر سکتی ہے۔ یہ اس کا حق ہے۔ شوہر اسے مجبور نہیں کر سکتا۔ شریعت کی رو سے اس کا خاوند کی ایسی حرام ہدایات کو تسلیم کرنے سے انکار ہی کر دینا بہتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ”اگر خالق کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق پر کسی دوسرے کی فرمانبرداری نہیں ہے۔“ دوسرے الفاظ میں کوئی ہدایت یا خواہش جو اللہ تعالیٰ کے قانون سے متصادم ہو تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ ایسے احکامات شوہر کی جانب سے ہوں یا والدین کی طرف سے۔ اگر بیوی شوہر کے غیر قانونی اور غیر اخلاقی حکم کو ماننے سے انکار کر دے تو اس پر برسنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ اس کی خفگی بیوی کے خلاف نہیں در حقیقت اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف ہے۔ ایک اور مشقت کا کام ہے جو بعض شوہر حضرات اپنی بیویوں سے لیتے ہیں۔ ان کا دائرہ احباب خاصا وسیع ہوتا ہے اور بعض اوقات کاروباری ضرورت کے تحت بھی بہت سے مہمانوں کی گھر پر پر تکلف دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور کھانوں کی تیاری بیوی کی ذمہ داری۔ مہمان گھر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ بلاشبہ ایک اچھی بیوی مہمانوں اور دوستوں کی ضیافت کے سلسلہ میں شوہر کی مدد کر سکتی ہے۔ لیکن اگر دعوتوں اور ضیافتوں کا سلسلہ طول پکڑ جائے، دوست احباب کا ان کے گھر میں آنا جانا اس کثرت سے ہو کہ ان کا تانتا بندھا رہے اور بیوی سے یہ امید رکھی جائے کہ وہ سب کے لیے کھانے تیار کرے اور انہیں پیش کرے، یہ اس پر سراسر ظلم ہو گا۔ اگر بیوی اپنا

زیادہ وقت باورچی خانے میں لوگوں کے لیے کھانے تیار کرنے میں صرف کرے گی تو اس کے اعصاب پر بہت برا اثر پڑے گا۔ کھانے پکانا برتن نکال کر میز پر چننا، کھانا کھا چکنے کے بعد برتنوں کو سمیٹنا، دھونا اور پھر الماریوں میں رکھنا۔ بعض گھروں میں جہاں یہ روزانہ کا معمول ہوتا ہے بیوی ایسی غلامانہ روش سے مظلومیت کی نچلی سطح تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر بیوی اس ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرتی ہے تو خاوند یا تو ایک کان سے سنتا اور دوسرے کان سے نکال دیتا ہے یا غصہ میں بھڑک اٹھتا ہے۔ شوہر کو یہ علم ہونا چاہیے کہ اسے بیوی سے ایسے کام لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بعض بیویاں مہمانوں کی خدمت کر کے اور انہیں کھلا پلا کر خوش ہوتی ہیں لیکن شوہر کو یہ احساس بہر صورت ہونا چاہیے کہ بیوی سے ایسے کام لینا اس کا شرعی حق نہیں ہے۔ شوہر کے دوست احباب اور مہمانوں کے لیے کھانے پکانا بیوی کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ اگر وہ شوہر کی محبت میں ایسا کرتی ہے تو بجا ورنہ بیوی کو اس کام کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر بیوی ان کی انجام دہی سے انکار کر دے جسے وہ خود بوجھ اور مشکل سمجھتی ہے تو اس پر خفا ہونا درست نہ ہوگا۔ شوہر کو چاہیے کہ ایسی متواتر ضیافتوں کے لیے کھانے پکانے اور پیش کرنے کا کوئی اور مناسب انتظام کرے کیونکہ ضیافتیں کرنا تو اس کا روز کا معمول ہے اور بیوی کے بس میں نہیں کہ اتنا بوجھ برداشت کر سکے خاوند بیوی سے ایک اور مشقت بھی لیتا ہے۔ وہ ہے اپنے والدین کی خدمت ایک بیوی شوہر کی محبت سے مجبور ہو کر اپنی مرضی سے تو شوہر کے والدین کی خدمت کر سکتی ہے مگر اس کے لیے اس پر کوئی شرعی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ بعض عورتیں اپنے شوہروں کے بیمار، ضعیف اور اپاہج والدین کی ہر وقت کی تیمارداری کرنے پر رضامند نہیں ہوتیں اور نہیں چاہتیں کہ انہیں بیوی کی بجائے نرسوں میں تبدیل کر دیا جائے۔ سسرالی رشتہ داروں کی خدمت کرنا نکاح کے فرائض اور ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہے اگر بیوی ان کی خدمت کرنے سے معذرت خواہ ہے تو شریعت کی طرف سے شوہر کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ بیوی کو اس کے لیے مجبور کرے۔ شوہر کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ بیوی اس کے والدین کی

ہر آواز پر بھاگی بھاگی آئے گی اور ان کی ہر خدمت انجام دے گی۔ ایک شخص کی منکوحہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت پر وہ کام بھی فرض کر دیے جائیں جو شریعت نے شوہر کے حقوق کی بجاآوری کے لیے اس پر فرض نہیں کئے۔ ایک دوسرے کے حقوق سے لاعلمی حالات کو خراب کرنے کا باعث بنتی ہے۔ جب ایک شوہر کو علم ہو گا کہ شریعت نے اس کے حقوق و فرائض کی کیا اور کہاں تک حد بندی کی ہے تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا اور وہ اپنی ہر جائز و ناجائز خواہش اور حکم کو منوانے سے گریز کریگا۔ اگر بیوی شوہر کے والدین کی خدمت سے انکار کرتی ہے یا خاوند کا کوئی اور حکم ماننے سے انکار کرتی ہے تو وہ اس کا برا نہ منائے اور نہ ہی اس سے لڑنا جھگڑنا شروع کر دے، وہ کام خواہ معمولی نوعیت کے ہوں اور بیوی کے فرائض میں شامل بھی ہوں۔ اگر شریعت نے عورت پر کوئی ایسا فرض عاید نہیں کیا ہے جو شوہر کے حق کی صورت میں اس پر عائد ہوتا ہو تو شوہر عورت کو اس کی انجام دہی کے لیے مجبور نہیں کر سکتا اس سے غرض نہیں کہ بیوی کے انکار سے اسے کس قدر صدمہ پہنچا ہے۔ ذہنی طور پر اسے قبول کر لینا چاہیے اور اپنا رویہ ایسا رکھے جیسے بیوی کے انکار سے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

جب ایک شوہر پر وقار طریقے سے برداشت کرتا ہے تو بیوی جلد یا بدیر شرم محسوس کرے گی۔ عورت کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود اگر شوہر اپنے فرائض خوشدلی سے انجام دے گا اور اس سے کمال محبت کا سلوک روا رکھے گا تو بیوی پشیمان ہو گی اور اپنی سمت درست کرے گی۔ قرآن مجید کا فرمان ہے" : اچھائی سے برائی کو دور کرو۔" ایسا نہیں کہ اچھے اطوار کا مظاہرہ صرف دوسروں کے ساتھ روا رکھا جائے۔ اس اصول کو بیوی کے ساتھ تعلقات میں بھی استعمال کرنا چاہیے بلکہ بہتر ہے کہ اچھے اخلاق کو پہلے اپنے گھر، خاندان سے شروع کیا جائے والدین کی خدمت کا فرض بچوں پر ہے، بچوں کی بیویوں پر نہیں۔ بچوں کو چاہیے کہ آپس میں مل جل کر والدین کی خدمت کا فریضہ انجام دیں۔ اگر وہ خود اس فرض کی ادائیگی کے لیے آمادہ نہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس فرض کو زبردستی بیویوں کے سر مڑھ دیں۔ ایسا کرنا ناانصافی اور

سراسر ظلم ہو گا۔ ایسے بھی شوہر ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ ظلم کو زیادتی ہی تصور نہیں کرتے ناانصافی کو برائی سمجھتے ہیں لیکن بیوی کو اس زمرے سے باہر سمجھتے ہیں۔ مرد نے یہ فرض کر لیا ہے کہ بیوی کا کام ہی حکم ماننا، زیر ہونا اور غلامی کرنا ہے۔ ناانصافی کا تصور شوہر کے نزدیک بیوی پر چسپاں نہیں ہوتا۔ بیویاں جو اللہ کے نام سے شوہروں کی زوجیت میں دی گئی ہیں، جو ان کو ہر طرح سے آرام پہنچاتی ہیں، ان کی اور ان کے بچوں کی خدمت کرتی ہیں، کیا ان پر ظلم روا رکھنا کوئی ظلم نہیں؟ شوہر اس امر سے آگاہ رہیں کہ بیویوں سے ایسے مشقت کے کام لینا جو ان کے طبع نازک پر گراں گزرتے ہوں اور ان کی مرضی کے خلاف ہوں اور نکاح کے فرائض میں ان پر واجب نہ ہوں، ظلم ہے۔ شوہر ایسی ناانصافیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوں گے شوہر اپنی بیویوں پر مختلف طریقوں سے بے رحمی کے ساتھ پیش آنے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ان کا ایسا کرنا ظلم ہے۔ اس سلسلے میں مولانا محمد مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل نصیحت بڑی مناسب ہے۔ ”بہت سے لوگوں میں بیویوں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرنا عام ہے۔ شوہر کئی طریقوں سے ان پر ظلم روا رکھتے ہیں۔ وہ بیویوں کو غلام تصور کرتے ہیں۔ شوہر ان کی ذرا ذرا سی غلطیوں کو تاہیوں کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے وہ اس بات کی بھی توقع رکھتے ہیں کہ پلٹ کر انہیں جواب نہیں دیں گی۔ اگر وہ ان کی کسی بات کا جواب دے دیتی ہیں تو ان کا غصہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ نازیبا زبان استعمال کرتے ہیں، طلاق کی دھمکی دیتے ہیں اور بعض اس بڑے اقدام سے بھی نہیں چوکتے۔“ مبارک ادارہ جسے گھر کہتے ہیں نکاح کے متبرک بندھن کے نتیجہ میں وجود میں آتا ہے۔ بیوی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو شوہر کی سپردگی میں دی گئی ہے۔ شوہر بلاشبہ بیوی اور خاندان کا سربراہ اور حاکم ہے۔ اگر اس نے امانت کے ساتھ خیانت روا رکھی ہو گی تو قیامت کے روز کیا منہ لے کر اللہ کے سامنے حاضر ہو گا۔ اور امانت بھی وہ جسے اس نے اللہ کے نام پر اپنے فائدہ اور آرام کے لیے لیا تھا۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء

ام عمارہ سرگودھا

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی مثال ستاروں کی سی ہے جب چمکتے ہیں تو لوگ ان سے راہ پاتے ہیں تو جب چھپ جاتے ہیں تو لوگ حیران اور پریشان رہ جاتے ہیں۔ علماء کی صحبت میں بیٹھنے کا اعزاز بھی بڑا ہے۔

جو شخص کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہو وہاں بیٹھے مگر علم کی کوئی بات یاد نہ کر سکے تو اس کو سات اعزاز ملتے ہیں۔

1. متعلمین کا درجہ ملتا ہے۔
2. جب تک وہاں بیٹھا رہتا ہے گناہوں سے بچا رہتا ہے۔
3. جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس پر رحمت نازل ہوتی ہے۔
4. جب آ کر بیٹھتا ہے تو مجلس پر نازل ہونے والی رحمت اسے بھی ملتی ہے۔
5. جب تک کان لگا کر سنتا ہے تو اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے۔
6. فرشتے خوش ہو کر اہل مجلس کو پروں میں چھپاتے ہیں اور یہ بھی انہی میں ہوتا ہے۔
7. ہر قدم جس کو وہ اٹھاتا ہے اس کے گناہوں کے لیے کفارہ بنتا ہے، درجات کی بلندی کا ذریعہ ہوتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

پھر اسے اللہ تعالی چھ اعزاز اور بخشتے ہیں۔

1. ایک یہ کہ علماء کی مجلس کی صحبت اسے نصیب ہوتی ہے۔
2. جو لوگ بھی ان کی اتباع کریں گے اس کے اجر کی مثل اس کو بھی اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔
3. اہل مجلس میں سے اگر کسی ایک کی بھی بخشش ہو گی تو وہ دوسروں کی سفارش کرے گا

4. اس شخص کا دل فساق کی مجلس سے کھٹا ہو جائے گا۔

5. متعلمین اور صلحا کی راہ میں داخل ہو جائے گا۔

6. اللہ کے حکم کو پورا کرنے والا بنے گا اللہ پاک کا ارشاد ہے کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتٰب۔ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو مراد علما اور فقہا ہیں کچھ بھی یاد نہ کر سکا اور جو شخص کچھ یاد بھی کرے اس کو کئی گنا زیادہ ملے گا کیونکہ کسی دانا کا قول ہے کہ دنیا میں ہی اللہ تعالی کی ایک جنت ہے جو اس میں چلا گیا بس پھر اس کے مزے ہیں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ کہا کہ ذکر کی مجلس۔ ایک حدیث میں ہے کہ نیک مجلس کسی مومن کے لیے 20 لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ذمے تہامہ وادی کے پہاڑوں کے برابر گناہ ہوتے ہیں پھر جب وہ علم کی کوئی بات سن لیتا ہے اور خوف خدا محسوس کرتا ہے تو گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس حال میں گھر لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا لہٰذا کبھی بھی علماء کرام کی مجلس سے علیحدہ نہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی مجلس سے زیادہ کوئی قطعہ بھی روئے زمین پر شرافت والا نہیں بنایا۔

5 کے اندر 4 کیسے لکھا جائے

سوال کیا گیا کہ 4 کو 5 کے بیچ لکھ کر دکھائو؟

چائنہ نے کہا: مذاق

جاپان : ناممکن

یو ایس اے: غلط سوال

انڈیا: احمقانہ سوال

پاکستانی بولا: بہت آسان، پین لائو اور اُس نے لکھ کر دکھا دیا دنیا دنگ رہ گئی

یہ دیکھیں کہ کیسے 5 کے بیچ میں 4 لکھا گیا F(iv)E

پاکستانی ہونے پر فخر کریں جناب ہم پاکستانی کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ صالحہ افروز، گلبرگ، لاہور

مجلس الشیخ

دین کی اہمیت

مرکز اصلاح النساء للبنات سرگودھا کی افتتاحی تقریب میں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا ایمان افروز بیان افادہ عام کی غرض سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔۔۔۔ضبط وترتیب اہلیہ قاری مختار احمد

میری عزیز ماؤ اور بہنو! اللہ کا بہت بڑا احسان ہے بہت بڑا کرم ہے کہ اللہ نے ہمیں انسان بنایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا اللہ رب العزت نے ہمیں کلمہ اور ایمان کی توفیق عطا فرمائی اللہ رب العزت ان سب نعمتوں کی قدر کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کتنی بڑی نعمت ہے اس کا اندازہ دنیا میں کم ہے مولت کے بعد قبر میں اور قبر کے بعد حشر کی زندگی میں زیادہ ہو گا حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالی بد اعمال لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے اور کفار کو بھی جہنم میں پھینک دیں گے تو کفار مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تم نے کلمہ پڑھا ہے آج وہ نبی تمہیں جہنم سے نکال نہ سکا تم تو کلمہ پڑھ کر بھی جہنم سے نکل نہ سکے تم تو کلمہ پڑھ کر بھی جہنم میں اور ہم کلمے کا انکار کر کے بھی جہنم میں ہیں حدیث میں ہے کہ اللہ رب العزت کی غیرت کو جوش آئے گا اللہ رب العزت فرشتوں کو حکم دیں گے ہر وہ بندہ جس کے دل میں رتی برابر ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے قرآن کریم میں ہے ربما یود الذین کفروا اس وقت کافر تمنا کرے گا اے کاش! آج ہم بھی مسلمان ہوتے ہم نے بھی کلمہ پڑھا ہوتا اور نام کے مسلمان ہوتے جہنم سے نکال دیے جاتے اس لیے ایمان کی قیمت اس دنیا میں نہیں ایمان کی قیمت اس وقت محسوس ہو گی اور وہ کلمہ جو اللہ نے ہم سب کو عطا فرمایا ہے اور ہم سب کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے یہ کلمہ قیمت والا

ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی کی اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ مجھے خاص آپ ذکر فرما دیجیے جسے میں کرتا رہوں اللہ رب العزت نے فرمایا اے موسیٰ تم یہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ کلمہ تو سارے نبی پڑھتے ہیں مجھے کوئی خاص ذکر عنایت فرما دیجیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ کلمہ اتنا برکت والا اور عظمت والا ہے اگر سات زمینوں اور آسمانوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے یہ کلمے والا پلڑا جھک جائے گا باقی اٹھ جائیں گے اتنا عظمت والا کلمہ اللہ رب العزت نے ہم سب کو عطا فرمایا ہے اللہ ہم سب کو اس نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ کلمہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امتوں کو بھی دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نبی کا کلمہ عطا فرمایا ہے جس نبی کا امتی بننے کی خواہش نبیوں نے بھی کی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ تمنا کی لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہ کی گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی ان کی درخواست کو قبول کر لیا گیا عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے تو حضور علیہ السلام کا امتی بننا اتنے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے بھی تمنا کی کہ کاش اللہ ہمیں حضور کا امتی بنا دے کلمہ بھی ملے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والا کلمہ ملے امتی بنے اور خاتم الانبیاء کا امتی بنے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ نبی پاک کا امتی تو وہ بھی ہے جو بد اعمال فاسق اور فاجر اور وہ بھی امتی ہے جو صالح اور نیک ایمان والا ہے اللہ کا کتنا کرم ہے کہ اللہ نے آپ میں اگر کسی کو یا سب کو نماز کی توفیق عطا فرمائی روزے کی توفیق عطا فرمائی زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جب آدمی اللہ کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے اللہ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم نے میری نعمتوں کا شکریہ ادا کیا تو میں تمہاری ان نعمتوں میں اضافہ کر دوں گا

آیت ان کفر تم اور اگر تم نے میری نعمت کی ناقدری کی تو میری سزا اور گرفت بڑی سخت ہے اللہ ہمیں اپنی سزا اور گرفت سے بچائے۔ آمین

اللہ نعمت کی قدر کرتے ہوئے اللہ شکرانے کی نعمت کی توفیق عطا فرمائے یہ نعمتیں اللہ مردوں کو بھی دیتے ہیں اور عورتوں کو بھی دیتے ہیں۔ ایمان کی نعمت مستقل نعمت ہے اعمال کی نعمت مستقل نعمت ہے دولت کی نعمت مستقل نعمت ہے اچھے ماحول کی نعمت مستقل نعمت ہے اچھے خاندان کی نعمت مستقل نعمت ہے کتنی نعمتیں اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی ہیں ہم کون کون سی اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں بس اللہ رب العزت سے دعا یہ کریں کہ اللہ ہماری بداعمالیوں، ہماری نافرمانیوں کی وجہ سے ہمیں ان نعمتوں سے محروم نہ فرمائے آمین بلکہ ہماری نالائقیوں کے باوجود اللہ اپنے کرم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اپنی نعمتوں کی بارش ہم نالائقوں پر برساتے رہیں۔

ہمیں اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے اس سے خدا کی نعمتیں بڑھ جاتی ہیں اللہ نے جو بندے کو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہاں ایمان کی نعمت بھی ہے وہاں ایک بہت بڑی نعمت علم کی نعمت بھی ہے علم سے مراد ریاضی نہیں معاشرتی علوم نہیں علم سے مراد انگریزی نہیں علم سے مراد حضور والا علم ہے علم سے مراد قرآن والا علم ہے علم سے مراد جنت والا علم ہے فقہ والا علم، علم نام ہے قرآن کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور فقہ کا یہ تین بنیادی علوم شمار ہوتے ہیں جس بندے کو اللہ یہ نعمتیں عطا فرمادے اللہ رب العزت کا بہت بڑا کرم ہے اس سے اندازہ کریں کہ علم کی نعمت کتنی بڑی نعمت ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد نیک بندے پر ایسے ہے جیسے نبی کی فضیلت عام ادنی صحابی پر کتنی بڑی فضیلت اللہ نے اہل علم کو عطا فرمائی علم والا انسان سویا رہے اور عبادت کرنے والا جاگ کر عبادت کرتا رہے تو یہ سونے والا عبادت کرنے والے کی عبادت سے آگے نکل جاتا ہے علم والے کی نیند عبادت والے سے اعلی ہے تو اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے اللہ ہمیں کی نعمت بھی عطا فرمائے دنیا میں کتنے لوگ گزرے ہیں کہ

جنہوں نے نیک اعمال پر بد اعمالیوں کو ترجیح دی ہے کتنے وہ لوگ ہیں جنہوں نے بد اعمالیوں پر نیک اعمال کو ترجیح دی ہے کتنے وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم پر جہالت کو ترجیح دی ہے جو دنیا سے چلے گئے ان کا نام مٹ گیا آج ان کا نام کوئی اچھے لفظوں میں لینے کے لیے تیار نہیں مثلا ابو جہل کو دیکھو مکہ کا سردار میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا لیکن ظالم نے ایمان کی بجائے کفر کو لیا نیک اعمال کی بجائے بد اعمالیوں کو لیا علم کی بجائے جہالت کو لیا آج ابو جہل پر پوری دنیا لعنت بھیجتی ہے پوری دنیا میں کوئی مالں اپنے بیٹے کا نام ابو جہل رکھنے پر تیار نہیں فرعون کے پاس اس کی دولت حکومت تھی غلط سے غلط نالائق سے نالائق گناہ میں ڈوبی ہوئی عورت بھی اپنے بیٹے کا نام فرعون رکھنے کے لیے تیار نہیں کتنے لوگ گزرے؛ قارون، شداد گزرے ابو جہل عتبہ شیبہ گزرے مگر کوئی بندہ بھی ان کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھنے کو تیار نہیں لیکن تاریخ میں وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر کٹتے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر جان دیتے رہے فقر وفاقہ کو برداشت کرتے رہے اور ساری دنیا کی نعمتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پر قربان کر کے آخرت کے لیے اپنی جان لٹاتے رہے آج دنیا ان کو اچھے لفظوں سے یاد کرتی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے رہنے والے غلام ہیں کتنی مائیں ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کا نام بلال رکھا ہے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روم سے رہنے والے تھے کتنی ماؤں نے اپنے بیٹوں کا نام صہیب رکھا ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے رہنے والے ہیں کتنی ماؤں نے اپنے بیٹوں کا نام سلمان رکھا ان کی دنیا میں لوگ اس وقت تو قدر نہیں کرتے تھے حضرت یاسر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں پیغمبر کے نام لیوا ہیں جن کو کافر مارا کرتے تھے آج ان کے نام سے ماں اپنے بیٹے کا نام رکھتی ہے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں جن کو آگ کے انگاروں پر لٹا دیا جاتا کتنی ماؤں نے اپنے بیٹے کا نام خباب رکھا ہے ان کی دنیا اس وقت قدر نہیں کرتے تھے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو

سولی پر چڑھا دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر آج ماں اپنے بیٹے کا نام خبیب رکھتی ہے تو میں بتا یہ رہا تھا کہ جنہوں نے کفر کو لیا جس طرح کفر مٹا ہے ان کا نام بھی مٹ جاتا ہے جنہوں نے ایمان کو لیا جس طرح ایمان زندہ رہتا ہے ایمان والوں کا نام بھی زندہ رہتا ہے جس طرح بد اعمالیوں پر لوگ لعنت کرتے ہیں اسی طرح بد اعمال پر بھی لعنت کرتے ہیں جس طرح نیک اعمال کی قدر کرتے ہیں تو نیک اعمال کرنے والوں پر خدا کی رحمتیں بھی اترتی ہیں دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر دین کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کی اگر کمی نہیں تو نبی کے دین پر جان لٹانے والیوں کی بھی کمی نہیں تاریخ میں ایسی عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے کہ جس کو خدا نے ایمان بھی دیا جس کو خدا نے علم بھی دیا جس کو خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اطاعت بھی عطا فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در میں بھی چند ایک ایسی خواتین گزری ہیں ہم نے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی ہے۔

میں گزشتہ پرانی تاریخ کا سارا تذکرہ کرونگا تو بات بہت لمبی ہو جائے گی میں جو آیات پڑھی ہیں جس میں اللہ نے چار عورتوں کا تذکرہ فرمایا ان میں ایک عورت وہ ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نبی کی بیوی ہے مگر کافرہ ہے لوط علیہ السلام نبی کی بیوی ہے مگر کافرہ ہے اللہ نے ان کے نام کو مٹا دیا آج دنیا میں کسی سے پوچھیے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی اس کا نام کیا ہے؟ تمہیں کوئی بندہ نام نہیں بتا سکے گا پوچھیے کہ لوط علیہ السلام نبی کی بیوی کافرہ ہے اس کا نام کیا تھا لیکن کوئی بندہ نام نہیں بتائے گا لیکن جو ایمان والی عورتیں ایسی ہیں مثلا فرعون کی بیوی کا نام لوگ جانتے ہیں حضرت آسیہ فرعون کی بیوی کا نام ہے خاوند جرنیل ہے بادشاہ ہے لوگوں سے سجدہ کرواتا ہے بیوی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئی حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی نیک بندی اللہ کی ولیہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی کی والدہ ہیں آج دنیا میں آسیہ کے نام پر بھی نام ملیں گے حضرت مریم علیہا السلام کے نام پر بھی نام ملیں گے لیکن حضرت لوط علیہ السلام نبی کی بیوی کافرہ کے نام پر کوئی نام نہیں حضرت نوح علیہ السلام کی کافرہ بیوی کے نام پر کوئی نام نہیں۔

قرآن کریم نے چاروں کا تذکرہ کر کے بتادیا کہ نبی کی بیوی ہو تو کافرہ ہو نبی کی بیوی ہونا کام نہیں آیا فرعون کی بیوی ایمان والی ہو اس کا ایمان اس کو دنیا وآخرت کے کاموں میں نجات دیتا ہے حضرت آسیہ علیہاالسلام جو فرعون کی بیوی ہے اس میں دنیا میں اتنی بڑی قربانی دی ہے خدا نے اس کو دنیا میں بھی آخرت میں بھی اتنا بڑا اعزاز دیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل فرعون نے خواب دیکھا اور اس نے نجومیوں سے پوچھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر بتلاؤ تو نجومی کہنے لگے کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری خدائی کو چھین لے گا تیری بادشاہت کو ختم کرے گا تو فرعون نے کہا اس کا حل بتاؤ کہا کہ لڑکوں کو قتل کرو اور لڑکیوں کو زندہ رکھو وہ لڑکے قتل کرتا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت پیدا ہوئے تو ان کی والدہ کو بڑی فکر لاحق ہوئی کہ میرے بیٹے کو قتل کر دیا جائے گا خدا نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنے چھوٹے بچے کو لکڑی کے بکس میں ڈالو اور اس کو بند کر کے دریا میں ڈال دو اب ایک ماں کے دل پہ کیا گزرتی ہے یہ وہی ماں جانتی ہے جس کو خدا نے یہ نعمت دی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کسی کو پتہ نہیں چلنے دیا محلے میں کہ ان کے پیدائش ہوئی ہے ان کو لکڑی کے ڈبے میں ڈال دیا اس کو دریا میں بہادیا دریا کی موجیں اٹھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ لی گئیں جو فرعون کے محل کے بیچ سے گزرتا تھا یہاں جب دیکھا تو فرعون کی بیوی نے خدام ملازموں سے کہا کہ یہ صندوق اٹھا کر لاؤ وہ صندوق اٹھا کر لائے دیکھا تو اس میں چھوٹا سا بچہ تھا اللہ کی شان دیکھیں کہ فرعون کے گھر میں اپنی اولاد موجود نہیں تو فرعون نے کہا کہ یہ بچہ کیسا ہے؟ اس کو پال لیں تو حضرت آسیہ نے کہا میں کہتی ہوں اس کو منہ بولا بیٹا بنا لیں لیکن فرعون کہنے لگا کہ لگتا ہے ایسا نہ ہو کہ کل یہی بچہ ہو جو میری حکومت کو ختم کر دے گا۔ حضرت آسیہ نے کہا برے خیالات دماغ میں نہ لاؤ دیکھو بچہ آگیا ہے اس بچے کو پالنا چاہیے اب فرعون بادشاہ بھی تھا اور بڑا دجال اور خبیث قسم کا انسان بھی تھا تو اس نے کہا کہ میں اس بچے کا امتحان لیتا ہوں اس نے امتحان لینے کے لیے اس بچے کے سامنے ایک آگ کا انگارہ رکھ دیا اور

ایک طرف سونے کی ڈلی بھی رکھ دی کہ بچہ کس طرف جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام بچے تھے تو سونے کی ڈلی کی طرف ہاتھ بڑھانے لگے تو قدرت نے ان کے ہاتھ کو آگ کے انگارے کی طرف پہنچادیا اب آگ کا انگارہ جلدی جلدی اٹھا کر منہ میں رکھا اور پھینک دیا اب سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ آگ کا انگارہ تو بچہ ہاتھ میں لیتا نہیں لیکن منہ کی طرف کیسے لے کر جائے گا یہ خدا کی طرف سے انتظام تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بقاء کو باقی رکھنے کا۔ فرعون کی بیوی نے کہا میں تجھے کہتی تھی بچہ ہے بچے تو بچے ہوتے ہیں ہم اس کو پال لیں تا کہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے فرعون بہت چالاک تھا کہنے لگا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک تو بنے گا لیکن لگتا ہے میری آنکھوں کی نہیں بنے گا خیر اس بچے کو گھر میں رکھا وہ پلا بڑھا۔

حضرت آسیہ فرعون کی بیوی ہے موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھا تو جب فرعون کو پتہ چلا اس نے بلا کر پوچھا کہ تو نے موسیٰ کا کلمہ پڑھ لیا؟ تو حضرت آسیہ کہنے لگیں کہ جی میں نے کلمہ پڑھا ہے تو فرعون نے اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل لگا دیے اور دیوار کے ساتھ باندھ دیا اب یہ کس قدر ظلم ہے عورت کے ساتھ اور عورت بھی وہ جو بادشاہ کی بیوی ہے کبھی وہی خاتون خانہ بادشاہ کی بیوی محل میں ریشم کے بستر پر لیٹی ہے آج وہی بادشاہ کی بیوی دیوار کے ساتھ بندھی ہے چیختی ہے فرعون نے کہا کلمہ اس نے کہا کہ میں موسیٰ کے خدا کا کلمہ پڑھا ہے میں تو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں حضرت آسیہ نے اللہ سے دعا کی اے اللہ مجھے فرعون اور اس کے ظلم سے نجات دے اور جنت عطا فرما۔ میں نے فرعون کے گھر میں قربانی دی اے اللہ مجھے اس کے بدلے میں جنت میں مقام عطا فرمادے۔ حضرت آسیہ کی دعا کو اللہ نے قبول کیا حضرت آسیہ؛ فرعون کے ظلم کو سہتی رہی مگر دین کو نہیں چھوڑا نتیجہ یہ نکلا کہ روایات میں آتا ہے کہ اس کی قربانی کے بدلے میں اللہ حضرت آسیہ کو جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دیں گے اتنی بڑی قربانی دی ہے خدا نے اتنا بڑا صلہ دیا ہے۔

میں واقعہ یہ بتا رہا تھا کہ اگر عورت دین پر عمل کرنا چاہے تو فرعون کے گھر میں رہ کر بھی عمل کر سکتی ہے ہمارا ماحول اتنا برا نہیں ہے ہمارا ماحول اتنا گیا گزرا اور بگڑا ہوا نہیں اگر عورتیں دین پر عمل کرنا چاہیں تو ہمارے گھروں میں اتنی پابندیاں نہیں ہیں اگر فرعون کے گھر میں رہ کر عورت دین پر عمل کر سکتی ہے تو آج بھی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے اللہ نے حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ کیا کہ کتنی پاک دامن عورت ہے نکاح بھی نہیں ہوا لیکن اللہ نے بغیر نکاح کے عیسیٰ علیہ السلام جیسا بیٹا حضرت مریم علیہ السلام کو عطا فرما دیا ان آیات میں اللہ نے ایک نبی کی بیوی کا ذکر کیا جو کافرہ ہے ایک ذکر کیا فرعون بیوی کا جو ایمان والی ہے اگر فرعون بادشاہ ہو اور بیوی کلمہ پڑھ لے تو اللہ جنت عطا فرما دیتے ہیں اور اگر خاوند نبی ہو اور بیوی کلمہ نہ پڑھے تو اللہ صرف نبی کی بیوی ہونے کی وجہ سے اس عورت کو جنت عطا نہیں کرتے۔

میں یہاں ایک بات اور بتاتا ہوں جنہوں نے کلمہ پڑھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تو خدا نے ان کے ناموں کو زندہ رکھا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ میں خواتین آئی ہیں ان میں سب سے بڑا اور پہلا نام حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فوراً کلمہ قبول کر لیا اور اپنے پھوپھی کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے کے گئی اس نے تسلی دی ہے خیر حضرت ام المومنین ہیں نبی کا کلمہ پڑھا پوری دنیا مخالف پورا مکہ مخالف مگر ایک عورت امی خدیجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی دے رہی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں ہیں تین سال مکہ مکرمہ جیل میں بند کیا امی خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جتنی دولت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لٹا دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی اولاد ہے سوائے حضرت ابراہیم کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے ہے تو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربانی دی ہے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا آج پوری دنیا میں تلاش کر کے دیکھو تو حضرت خدیجہ کے نام کی آپ کو ہزاروں عورتیں ملیں گی آج لوگ بڑا اعزاز سمجھتے ہیں ماں باپ بڑا فخر کرتے ہیں کہ ہم نے بیٹی کا نام خدیجہ والا نام رکھا ہے کیونکہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے پیار کیا نبی سے محبت کی ہے اور دنیا میں عزت اور بلندی دولت کی وجہ سے نہیں ملتی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اعمال کی وجہ سے ملتی ہے میں ایک چھوٹی سی مثال اور دیتا ہوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو حضور علیہ السلام پیدائش سے قبل یتیم ہو چکے تھے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہیں آئے باپ پہلے ہی جا چکے تھے دنیا میں پیدا ہی یتیمی کی حالت میں ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس وقت کا دستور یہ تھا کہ جو مکہ مکرمہ میں بڑے قریشی لوگ تھے اپنے بچوں کو پرورش کے لیے دیہاتوں میں بھجوا دیتے تا کہ وہاں خالص عربی زبان بھی سیکھے اور اچھے ماحول میں پرورش پاتیں کتنی، کتنی دائیاں مکہ مکرمہ آئیں اور وہ سارے بچے لے کر چلی گئیں جوں جوں دائیاں آتیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پتہ چلتا کہ یتیم ہے، غریب ہے ہمیں یہاں سے ملے گا کیا؟ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بہت ہی تلاش کے بعد واپس جاتے ہوئے کہنے لگی شہر سے ہمیں کوئی بچہ تو نہیں ملا یہ یتیم بچہ ہے اسے لے لیں اس پر ہمارے اکابر نے بڑی عجیب بات فرمائی ہے ہمارے بزرگ فرمانے لگے کہ اللہ کا نظام ایسا ہے کہ دنیا میں دیکھیں قرآن کو حفظ کرنے والے تمہیں غریب زیادہ نظر آئیں گے اور قرآن کو پڑھنے والے غریب بچے زیادہ ملیں گے دین کو پڑھنے والی عموماً غریب بچیاں زیادہ ملیں گی کبھی لوگوں کو تعجب ہو گا کہ کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ کبھی اللہ بہت بڑی نعمت کے اوپر ایسا پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اندر اس نعمت کا پتہ نہیں چلتا اللہ نعمت کو محفوظ رکھنے کے لیے غربت کا پردہ ڈال دیتے ہیں تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی بہت بڑی نعمت ہیں بظاہر بڑی دولت پر غربت کا پردہ ڈال دیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں۔

قرآن کریم بہت بڑی دولت ہے اس لیے اللہ غربت کا پردہ ڈال دیتے ہیں تاکہ اس دولت کے ساتھ کوئی بندہ حسد نہ کرے اللہ پاک ان کو بھی نعمت عطا فرماتے ہیں حضرت حلیمہ سعدیہ کا نام آج دنیا میں چلتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے نبوت کے نام پر قربانی دی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پیار مکہ مکرمہ سے مدینہ آئے جب گوشت پکتا تو فرماتے کہ خدیجہ کی فلاں فلاں سہیلی کو گوشت بھجوادو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر کون سی کمی ہے کہ آپ نے خدیجہ کا نام لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ عائشہ تجھے کیا پتہ کہ خدیجہ کیا تھی؟ اما الخدیجۃ فخدیجۃ خدیجہ تو یوں تھی یوں تھی گویا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ مشقت کے دن خدیجہ نے کاٹے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آجاتے کہ میرا خدیجہ رضی اللہ عنہا کتنا ساتھ دیا تھا میں بتایہ رہا ہوں کہ اگر عورت میں دین آجائے معاشرہ بدل جاتا ہے عورت میں آجائے خاندان بدل جاتا ہے۔

عورت میں دین آجائے علاقے کی فضا بدل جاتی ہے ضرورت اس بات کی شدید ترین ہے عورتوں کی زندگیوں میں دین آجائے اگر دین آجائے تو اولاد بھی قربان کر دیتی ہے میں نے جو واقعے بیان کیے ان میں ایک واقعہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے مدینہ منورہ میں آمد پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتے تھے ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی تھے ہر کسی کی خواہش یہ ہوئی کہ ہدیہ پیش کرے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آئی کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں غریب عورت ہوں ہدیہ دینے کے لیے کچھ نہیں فرمایا پھر میرا بیٹا انس ہے دس سال کا ہے یہ بچہ میں

آپ کی خدمت کے لیے پیش کرتی ہوں قبول فرمایئے انس رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے اس عورت نے اپنا بیٹا پیش کر دیا یہ آپ کی خدمت کرے گا امام ترمذی رحمہ اللہ نے شمائل میں لکھا کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے تھوڑا عرصہ نہیں ہے میری بات سمجھنے کی کوشش کریں جس عورت نے اپنا بیٹا دین کے لیے دیا بعض عورتیں کہیں گی چھوٹا بیٹا کہاں دیا لیکن اس بیٹے کو ملا حضرت انس بن مالک کو نبی نے تین دعائیں دیں۔

1 اے اللہ اس کے مال کو بڑھا دے۔

2 اے اللہ اس کی اولاد کو بڑھا دے۔

3 اس کو جنت میں جگہ دے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک بڑھاپا تھا کسی نے پوچھا آپ کی کتنی اولاد ہے فرمانے لگے ساٹھ، ستر میرے سامنے ہیں باقی کا نام مجھے نہیں آتا پوچھا آپ کی اتنی اولاد ہے فرمایا میری اولاد نہیں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ اس کی اولاد کو بڑھا دے حضرت انس کا باغ مدینے کے باغوں سے مختلف تھا انس کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا یہ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت ہے انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دعا تو میں نے قبول ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھی کہ میری اولاد بہت ہوئی دوسری یہ دیکھی کہ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا باقی سب کے باغ ایک بار پھل دیتے سال میں۔

تیسری دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ اللہ رب العزت انس رضی اللہ عنہ کو جنت میں جگہ دے۔ مجھے امید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ عی دعا اللہ قبول فرمائیں گے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں عورتوں کا تعلق بتا رہا ہوں کہ جس نے دین کو سمجھا اور پڑھا ہے ایک اور خاتون ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کے بارے میں بھی اسی طرح ایک واقعہ

روایت میں گزرا ہے دین سمجھ آجائے تو یہ باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں اگر دین سمجھ نہ آئے تو یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں عجیب واقعہ محدثین بعض نے پورا واقعہ اور بعض نے واقعہ ایک صحابی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا بچہ بیمار تھا اور خود میں جہاد میں چلے گئے جب واپس آئے تو بیوی سے پوچھا کہ بچہ اب ٹھیک ہے؟

کہنے لگی اب اچھا ہے بیوی نے بچے کے اوپر چادر ڈالی ہوئی تھی تو خاوند نے سمجھا بچہ بیمار تھا اب وہ ٹھیک ہو گا خاوند نے بیوی کے ساتھ رات گزاری صبح اٹھ کر غسل کیا نماز پڑھی بعد میں پوچھا کہ بیٹا؟ بیوی نے کہا میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے مجھے مسئلہ تو بتائیں فرمانے لگے کہ کیا مسئلہ ہے کہنے لگی کہ اگر کوئی بندہ تمہارے پاس امانت رکھے اور اپنی امانت واپس لے لے تو بتاؤ امانت خوشی سے واپس دینی چاہیے یا نہیں دینی چاہیے فرمانے لگے جس کی امانت ہے خوشی سے اسے دینی چاہیے تو اس عورت نے کہا پھر جو بیٹا اللہ نے دیا تھا وہ واپس لے لیا ہے پوچھا کب؟ کہا وہ تو شام کا فوت ہو گیا ہے فرمانے لگے مجھے رات کیوں نہیں بتایا تھا۔

اندازہ کرو میری ماؤ اور بہنو کہ خاوند کی عزت خاوند کا ادب اس وقت کی بیویاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحبت کی برکت ہے اتنی بڑی قربانی دی کہ اس کا آج کے دور میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اس نے کہا مجھے رات کو کیوں نہیں بتایا؟ اس بیوی نے کہا کہ رات آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے تھے اگر آپ کو بتا دیتی کہ بیٹا فوت ہو گیا ہے تو آپ کتنی تکلیف سے رات گزارتے تو بیوی خاوند کے لیے تیار تھی رات گزاری خاوند کو مشقت نہ ہو اندازہ کرو جس کا بچہ فوت ہوا ہو اور ساتھ چارپائی پہ پڑا ہو اس کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی ابو سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کہ رات کو آیا سفر سے بچے کا پوچھا سارا واقعہ بتایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں برکت دیں گے تو رات اکٹھی گزارنے کی وجہ

سے اللہ نے جو بیٹا دیا اب اس کی دس اولادیں جو سارے عالم بنے اللہ نے سب کو دین کی سمجھ دی ایک ماں کی قربانی کی وجہ سے۔

میں یہ بتا رہا تھا کہ بہت بڑی نعمت ہے یہ تب ہوتا ہے جب گھر میں دین ہو پھر دین کی قدر کرنی آسان ہو جاتی ہے آخری بات عرض کرتا ہوں حدیث مبارک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جہاد پر جانا ہے زکوٰۃ بھی دو پیسے بھی دو اور اس کے بعد اپنی بھی بھیجو تو ایک خاتون آئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دودھ پیتا بچہ ہے آپ قبول فرما لیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دودھ پیتا بچہ ہم کیا کریں گے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم میرے پاس دولت نہیں تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کرتی خاوند شہید ہو چکا ہے آپ نے اعلان فرمایا تو میرا دل چاہا یہ دودھ پیتا میرا بچہ لے لیں اگر کسی مجاہد کی ڈھال نہ ہو تو اس کو میرا بیٹا دے دینا تاکہ یہ ذبح ہو جائے اور وہ اس کو آگے کر لے اور خدا کی راہ میں جان دینے والی کی جان بچ جائے دین کی وجہ سے جب دین ہو تو اللہ کی قسم پوری دولت کو دین پر خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے جب دین نہ ہو تو ہماری ماں بہن جو گھر میں ہے زکوٰۃ نہیں دے گی زیور ہو گا زکوٰۃ نہیں دے گی کیوں کہ دین موجود نہیں ہے گھر میں قرآن ہے تلاوت نہیں کرے گی کیونکہ دین موجود نہیں ہے پردہ کر سکتی ہے مگر پھر بھی پردہ نہیں کرے گی کیونکہ دین موجود نہیں A . C والے کمرے میں رہ کر روزہ رکھ سکتی ہے مگر پھر بھی نہیں رکھتی کیونکہ دین موجود نہیں ہے دعا کریں اللہ انہیں ایمان بھی عطا فرمائے اور دین کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ہمارے ہاں بحمد للہ ؛ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے مرکز اہل السنت والجماعت کے نام سے جیسا کہ آپ سب ماؤں اور بہنوں کے علم میں ہے بہت بڑا ادارہ ہے دنیا بھر کے علما آتے ہیں پڑھ کر واپس جاتے ہیں ابھی بہت بڑا اجتماع پچھلی جمعرات کو تھا بلوچستان سندھ کشمیر تک کے لوگوں نے شرکت کی دور دور سے احباب تشریف لائے ہماری اپنی بھی خواہش تھی علاقے کے لوگوں کی بھی خواہش تھی علاقے کے لوگ نہ بھی چاہتے ہماری اپنی بھی خواہش تھی ہم ایک ایسا ادارہ

بنائیں کہ جس میں بچیاں دین پڑھیں عورتیں قرآن پڑھیں عورتیں حدیث پڑھیں عورتیں فقہ پڑھیں عورتیں دین سیکھیں اور سمجھیں جیسا کہ آپ کے علم میں ہے پچھلے دنوں مدرسہ بنایا تھا جہاں سلائی مشین چلتی رہی اور کام بھی ہوتا رہا مشینیں چلتی رہیں ہمارے ہاں دو پڑھانے والی ہماری بیٹیاں بہنیں تھیں ان کی شادیاں ہو گئیں اس وجہ سے مدرسے کا نظام رکا اللہ نے ہمیں پھر یہ نعمت عطا فرمائی یہ دوبارہ مدرسہ بنا ہے اس مدرسے کا خرچہ برداشت کرنا یہ ہم مردوں کا کام ہے ہماری ذمہ داری ہے لیکن اس مدرسے کو آباد کرنا یہ ہماری عورتوں کی ذمہ داری ہے اور ہماری ماؤں بہنوں کی ذمہ داری ہے مدرسہ کو سہولیات دینا مردوں کی ذمہ داری ہے مدرسہ میں اپنی بچیوں کو بہنوں کو بھیجنا صرف ان کو بلکہ خود بھی اگر آپ کے پاس وقت آپ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ وقت نکال کر پڑھیں ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کی ہر بچی قرآن پڑھے دین کا مکمل علم پڑھے آس پاس دیہات کی جتنی عورتیں ہیں آپ یقین کریں اگر آج میں اعلان کر دوں ہمارے ہاں مدرسے میں رہائشی بچیاں اتنی آجائیں گی کہ جگہ نہیں رہے گی لیکن ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم باہر کی بجائے اپنے علاقے کی بچیوں کو ترجیح دیں تاکہ یہ بچیاں دین پڑھیں اگر باہر کے لوگ دین پڑھتے رہے ہمارے گاؤں کی بچیاں دین کہ پڑھیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے اللہ قیامت کے دن پوچھے گا کہ دوسرے ملکوں میں بیان کرتے رہے تم دنیا بھر میں بیان کرتے رہے دوسرے ملکوں میں جلسے کرتے رہے بتاؤ اپنے گاؤں میں دین کو بیان کیوں نہیں کیا تو خدا کو کیا جواب دیں گے اور اگر ہم قیامت میں اللہ کو کہہ دیں کہ ہم نے باہر کی بچیوں کی بجائے اپنے گاؤں کی بچیوں کے لیے مدرسہ بنایا مگر ی یہ پڑھنے نہیں آئیں تو بتاؤ قیامت میں خدا کو کیا جواب دو گی قیامت کی فکر ہم نے بھی کرنی ہے اور آپ نے بھی، قبر کی فکر ہم نے بھی کرنی ہے اور آپ نے بھی ہماری گزارش یہ ہے کہ مدرسہ بن گیا ہے فی الحال رمضان المبارک تک ناظرہ قرآن کریم کی ترتیب چلے گی۔ ان شاء اللہ

مغرب کی نماز کے بعد کوئی بچی مدرسے میں پڑھنے کے لیے نہ آئے صبح سے لے کر مغرب کی نماز سے قبل تک مدرسہ کھلا رہے گا نہ کوئی مغرب کے بعد پڑھنے آئے نہ ہماری ماں بہن کسی بچی کو مغرب کے بعد بھیجے مغرب کے بعد بچیاں اپنے گھر میں رکھے ان کا سبق گھر میں پڑھائے ان سے پردے کا اہتمام کروائیں ان کو گھر میں رکھیں اس کے علاوہ گزارش یہ کرنی ہے کہ ہم نے ترتیب یہ بنائی ہے کہ رمضان تک ناظرہ قرآن کریم کی ترتیب چلے گی صبح بھی ظہر کے بعد بھی ہماری بڑی وہ بہنیں وہ بڑی بیٹیاں جو گھر میں موجود ہیں وقت ان کے پاس رہے اگرچہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہم نے ان کے لیے ترتیب بنائی ہے کہ 10 بجے سے لے کر 12 بجے تک یہ 2 گھنٹے ہمارے ہاں کورس کا نظام چلتا ہے "صراط مستقیم کورس" کے نام سے قرآن بھی سیکھیں کورس بھی کریں مسائل بھی سیکھیں بڑی عمر کی عورتیں اس کا اہتمام کریں تیسری میری گزارش یہ ہے آپ سے ان شاء اللہ العزیز جس طرح آج مارچ کی پہلی اتوار کو بیان ہوا آئندہ ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو صبح 10 بجے سے 11 بجے تک بیان ہوا کرے گا میں تمام عورتوں سے گزارش کروں گا کہ خود تشریف لائیں اور دوسری عورتوں کو بھی بیان میں آنے کی دعوت دیں اگر کسی نے کوئی مسئلہ پوچھانا ہو تو یہاں مسئلہ بتانے والی معلمہ اندر موجود ہیں ان سے مسئلہ پوچھ لیں اگر کوئی مسئلہ نہ سمجھ آتا ہو یا کسی مسئلے کی ضرورت ہو تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پرچی پر مسئلہ لکھیں ہمارے پاس بھجوادیں جب پڑھ کر مسئلہ کا جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ لاؤڈ اسپیکر میں جواب دیا جائے گا تاکہ اب اس مسئلے کو سنیں۔

چوتھی گزارش یہ ہے کہ ان شاء اللہ العزیز رمضان المبارک گزرنے کے بعد ہم یہاں سے تین سال کے کورس کا باقاعدہ آغاز کریں گے جو کہ صبح آٹھ بجے سے شروع ہو گا اور ظہر کے بعد ختم ہو گا جو بچیاں اس کورس میں داخلہ لینا چاہیں ابھی سے اپنا داخلہ بھیجنا شروع کر دیں ابھی سے اپنا نام پیش کر دیں اور باقاعدہ رمضان کے بعد کورس شروع ہو گا۔

رمضان المبارک کے بعد شوال میں تین سالہ نصاب کا باقاعدہ آغاز کر دیا جائے گا اور یہ باہر کی بچیوں کے لیے ہے آپ کے متعلقہ نہیں ہے اگر آپ اس میں شرکت کرنا چاہیں تو ضرور کریں یہ ان شاء اللہ ہمارا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا جب بھی جولائی میں امتحان ہو گا جمعرات امتحان ختم ہو گا ہفتے سے پندرہ روزہ شعبان میں دورہ تحقیق المسائل بھی ہو گا اس کے اندر علماء طلباء بھی آئیں گے وہ اپنے مدرسہ میں سبق پڑھیں گے اور بچیاں اس مدرسہ میں ہوں گی۔ آئندہ ان شاء اللہ جو ماہانہ اجتماع ہوا کرے گا اس میں ایک بیان عمومی ہو گا اور ایک بیان خاتون کرے گی مسائل وغیرہ بتائیں گی آپ سے گزارش ہے کہ رغبت اور شوق کے ساتھ تشریف لائیں آپ سے گزارش ہے کہ دعا کے بعد جو آپ کے لیے انتظام کیا گیا ہے ایک رسالہ بنات اہلسنت فی خاتون کے لیے اور کھانے کے لیے ہلکی سی مٹھائی کا انتظام کیا ہے وہ بھی تناول فرمائیں۔

باقی ہماری خواہش ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم، فضل سے اوپر کی منزل ہم جلدی تعمیر کریں تو 30 لاکھ روپیہ ہمارا ایک منزل پر لگ گیا ہے اور ابھی اوپر کی منزل کا کافی کام باقی ہے اس کو چاروں طرف سے سریا لگا کر اوپر سے بند کرنا ہے تاکہ مکھی اور مچھر بھی نہ آئے اور پردے کا انتظام بھی مکمل ہو باہر سے آنے والی بچیاں بالکل محفوظ رہیں اوپر کی منزل کا کام بھی شروع ہو گا اس پر بھی 30،25 لاکھ روپیہ خرچہ آئے گا دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرمائیں اللہ ہم سب کو قبول فرمائیں تمام ماؤں بہنوں سے گزارش ہے کہ تشریف رکھیں اور درود شریف پڑھیں اور توجہ سے اللہ سے مانگیں اللہ سب کی نیک خواہشات کو پورا فرمائیں۔ آمین

قصیدہ امام اعظم رحمہ اللہ

ابو معاویہ حنفی چشتی قاسمی

علی کی دعا ہے نبی کی بشارت
امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت
نہیں لکھا اس نے کچھ اپنی طرف سے
سوائے اس کے جو نبی سے صحابہ سے ثابت
ذہانت سے ،لیاقت سے صداقت سے ،شجاعت سے
کیا اس نے خود کو امام اعظم ثابت
لیا جو اس کا امتحاں فقہاء العصر نے بارہا
ہر بار کیا اس نے اپنا علم دلائل سے ثابت
مسند ہو ،الآثار ہو ،کتاب السیر ہو یا رہن
ہر چیز کر ڈالی علوم نبویہ سے ثابت
کیا اس کو جو پابند سلاسل امیر وقت نے
رہا اپنے قدموں پہ تب بھی وہ ثابت
جیل سے جو نکلا جنازہ میرے امام کا
حقانیت اور مقبولیت کردی جلوس جنازہ نے ثابت

نفع بخش تجارت

مولانا منیر احمد جھنگوی

حضرت عبداللہ 118ھ میں پیدا ہوئے اور 181ھ میں انتقال ہوا یہ وہ زمانہ تھا کہ نہ تو اتنے علوم مرتب ہوئے تھے نہ سائنس کی یہ تحقیقات سامنے آئی تھیں نہ اتنے فنون ایجاد ہوئے تھے نہ باقاعدہ اسکول وکالج تھے نہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں تھیں بس جگہ جگہ دین کے کچھ علماء تھے جو قرآن وحدیث کے ماہر تھے دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور بغیر کچھ فیس لیے لوگوں کو اللہ جل جلالہ کا دین سکھاتے تھے دور دور سے طالب علم سفر کر کرے ان کے پاس پہنچتے ان کی صحبت میں رہتے اور ان سے علم حاصل کرتے اس زمانہ کا علم نہ تو دولت کمانے کے لیے تھا اور نہ ملازمتیں حاصل کرنے کے لیے۔ لوگ اپنے شوق سے پڑھتے اپنی دولت لٹا کر علم سیکھتے اور پھر پوری بے نیازی کے ساتھ بغیر کسی طلب کے دوسروں کو سکھاتے۔ دوسروں تک دین پہنچانا اور دین کی باتیں سکھانا اپنا دینی فرض سمجھتے اسی زمانہ میں لوگ تصحیح نیت کے ساتھ قرآن، حدیث، فقہ، ادب شعر نحو سب ہی کچھ پڑھتے اور سیکھتے تھے لیکن خاص طور پر حدیث کا بڑا چرچا تھا۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں معلوم کرنا ان کو جمع کرنا سمجھنا اور یاد رکھنا اسی پر لوگوں کی ساری توجہ رہتی تھی اس کو سب سے بڑا کام سمجھتے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ بہت بڑا علمی اور دینی کام تھا جو ان بزرگوں نے انجام دیا۔

حدیث:

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں جو کچھ کیا اور فرمایا پیارے صحابہ نے اسی کو دیکھا سنا یاد رکھا اور اس پر عمل کیا اسی کا نام حدیث ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ دین کے ی تبلیغ کے لیے مختلف شہروں میں پھیل گئے تھے اس لیے حدیث کا شوق رکھنے والے ان کے پتے معلوم کر کے دور دور سے سفر کر کے ان کے پاس پہنچتے، ان سے

حدیثیں سنے لکھتے اور یاد کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے والے ان بزرگوں کو تابعین کہتے ہیں جب صحابہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو تابعین کا زمانہ آیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیثیں سنی تھیں سمجھی تھیں اور خود اپنی آنکھوں سے ان نیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دیدار کیا تھا پھر تابعین عظام سے جن شخصیات نے کسب فیض کیا ان مقدس ہستیوں کو تبع تابعین رحمہم اللہ کہتے ہیں۔

فقہ:

تابعین اور تبع تابعین نے قرآن وحدیث کو سمجھنے میں پانی پوری پوری عمریں کھپائیں قرآن وحدیث کی باریکیوں کو خوب خوب سمجھا ان کا گہرا علم حاصل کیا اور ان کی تہہ تک پہنچنے کے لیے اپنی زندگیاں گزاریں لیکن قرآن وحدیث میں یہ تو ہے نہیں کہ انسان کی ضرورت کے سارے چھوٹے بڑت مسئلے بیان کر دیے گئے ہوں ان میں تو موٹی موٹی اصولی باتیں بیان کی گئی ہیں اس لیے ان بزرگوں کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے امت کے سامنے لاکھوں مسائل قرآن وسنت سے اخذ کر کے پیش کیے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی راہ آسان کی ہماری زندگی کی بے شمار ضرورتیں ہیں قدم قدم پر ہمیں یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیا ہے؟ شریعت کا مسئلہ کیا ہے؟ کس راہ پر چلنا اس کے مطابق ہے اور کس پر خلاف؟ ان بزرگوں نے ہماری ایک ایک ضرورت کو سامنے رکھ کر قرآن وحدیث سے شریعت کے مسائل اور احکام سمجھنے کے اصول بنائے اور تفصیل کے ساتھ وہ مسئلے اور احکام کتابوں میں جمع کیے اسی علم کا نام فقہ ہے فقہ کے معنی ہیں سمجھ بوجھ اس علم کو فقہ اس لیے کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے زندگی کے ہر معاملے کے لیے حکم نکالنا اور قرآن حدیث کی منشاء کو سمجھنا بڑا سوجھ بوجھ کا کام ہے اس کے لیے دین کے گہرے علم اور انتہائی سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے فقہ جاننے والوں اور قرآن وحدیث سے احکام معلوم کرنے والوں کو فقیہہ کہتے ہیں

ان بزرگوں کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے ان ہی کی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر معاملے میں انتہائی آسان اور اطمینان کے ساتھ دین پر عمل کر سکتے ہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر چل سکتے ہیں اور دین و دنیا کے لحاظ سے ایک کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں رہتی زندگی تک مسلمان ان کی محنتوں اور کوششوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے ان کی قدر کریں گے ان کے احسان مند رہیں گے اور ان کے اس کارنامے پر فخر کرتے رہیں گے۔

مبارک کی مبارک آنکھیں:

حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ کا وطن مرو خراسان کا ایک مشہور علمی شہر ہے جہاں بڑے بڑے عالم موجود تھے ہر طرف علم کا چرچا تھا پھر ان کے والدین کی انتہائی خواہش بھی یہ تھی کہ ان کا پیارا بیٹا علم کے آسمان پر سورج بن چمکے اس کے لیے شروع ہی سے حضرت کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی اور زمانے کے رواج کے مطابق ان کو پڑھانے لکھانے کی پوری پوری کوشش کی گئی دراصل علم کا شوق ان کو جوانی میں ہوا کتنی مبارک تھی وہ گھڑی جب حضرت عبد اللہ کو اللہ تعالی نے توبہ کی توفیق بخشی اور ان کی زندگی میں ایک پاکیزہ انقلاب آیا اور ہر طرف سے منہ پھیر کر وہ پوری یکسوئی کے ساتھ دین کا علم حاصل کرنے میں لگ گئے اور پھر تو ان کے شوق کا یہ حال تھا کہ اپنا سب کچھ علم کی راہ میں لٹا دیا۔

ایک مرتبہ ان کے والد نے کاروبار کے لیے ان کو پچاس ہزار درہم دیے۔ حضرت نے وہ رقم لے لی اور سفر پر چل دیے دور دور ملکوں کے سفر کیے بڑے بڑے علما کی خدمت میں پہنچے ان سے فیض حاصل کیا اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفتر کے دفتر جمع کر کے گھر واپس آئے۔ حضرت مبارک رحمہ اللہ بیٹے کی آمد کی خبر سن کر استقبال کے لیے گئے پوچھا: کہو بیٹے! تجارتی سفر کیسا رہا؟ کیا کچھ کمایا؟ حضرت عبد اللہ نے نہایت اطمینان اور سنجیدگی سے جواب دیا؛ ابا جان خدا کا شکر ہے میں نے بہت کچھ کمایا لوگ تو ایسی تجارتوں میں رقم لگاتے ہیں

جن کا نفع بس اس دنیا کی زندگی ہی میں ملتا ہے لیکن میں نے اپنی رقم ایک ایسی تجارت میں لگائی ہے جس کا فائدہ دونوں جہانوں میں ملے گا۔

حضرت مبارک رحمہ اللہ بیٹے کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے پوچھا؛ کون سی تجارت ہے جس کا تمہیں دونوں جہاں میں ملے گا؟ بتاؤ تو سہی کیا کما کر لائے ہو؟ حضرت عبد اللہ نے حدیث کے دفتروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ ہیں وہ دونوں جہانوں میں نفع دینے والا مال، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا خزانہ میں نے اسی خزانے کو حاصل کرنے میں اپنی ساری دولت لگادی۔ حضرت مبارک رحمہ اللہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے اٹھے اور بیٹے کو گلے لگایا دعائیں دیں اللہ کا شکر ہے ادا کیا بیٹے کو گھر لے گئے اور تیس ہزار کی اور رقم دے کر کہا بیٹے یہ لو اور اگر تمہاری کامیاب تجارت میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو پورا کر لو اللہ تعالی تمہیں تجارت میں برکت دے اور اس کے نفع سے دونوں جہاں میں تمہیں مالا مال کرے آمین۔

سفر علم:

حضرت عبد اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں جمع کرنے کے لیے بہت دور دور کے سفر کیے شہر شہر گھومتے حضرت کے مشہور شاگرد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں دین کا علم حاصل کرنے کے لیے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ سے زیادہ سفر کرنے والا ان کے زمانہ میں کوئی نہیں تھا خصوصیت سے جن ملکوں کا سفر کیا ان میں سر فہرست شام، مصر کوفہ بصرہ یمن اور حجاز ہیں۔

مشہور اساتذہ: حضرت عبد اللہ کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا جن میں خصوصیت سے سر تاج الفقہاء والمحدثین امامنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی ہیں اور محدث بے بدل حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔

مقبولیت:

ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ رقہ تشریف لے گئے خلیفہ ہارون الرشید بھی وہاں موجود تھے شہر میں ہر طرف آپ کے آنے کا چرچا تھا استقبال کی تیاریاں تھیں لوگ جوق در جوق آپ کے دیدار کے لیے چلے آرہے تھے۔ شاہی بالا خانے پر ہارون الرشید کی ایک لونڈی بیٹھی یہ منظر دیکھ رہی تھی بہت حیران ہوئی۔ آخر ایسا کون سا آدمی ہے جس کے دیکھنے کے لیے لوگ بے تاب ہیں معلوم کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ مشرق و مغرب کے عالم حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تشریف لارہے ہیں اس نے کہا سچی بادشاہی تو حضرت عبداللہ بن مبارک کو حاصل ہے بھلا ہارون کی بھی کوئی بادشاہی ہے کہ لوگ فوج اور ڈنڈے کے زور سے لائے جاتے ہیں۔

اعزاز واکرام:

ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں امام مالک سے ملنے کے لیے پہنچے امام مالک رحمہ اللہ اپنی شاہانہ شان کے ساتھ طلبا کو حدیث پڑھانے میں مشغول تھے جونہی آپ کو دیکھا فوراً اپنی جگہ سے اٹھے آپ سے گلے ملے اور نہایت عزت کے ساتھ آپ اپنی مسند پر بٹھایا طلباء کو اس واقعہ پر بڑی حیرت تھی امام مالک رحمہ اللہ نے اس کیفیت کو بھانپتے ہوئے کہا کہ عزیزو یہ خراسان کے فقیہہ ہیں۔ یوں تو آپ کی زندگی سر تاپا بھلائی اور نیکی ہی تھی لیکن چند خوبیاں ابھری ہوئی تھیں کہ حضرت کا نام سنتے ہی ان خوبیوں کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے

- خدا کا خوف
- دین کی صحیح سمجھ
- عبادت
- حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- امیروں سے بے نیازی

- عاجزی اور تواضع
- مخلوق کے ساتھ حسن سلوک
- دین کی اشاعت
- جہاد کا شوق غرض ہر ایک اچھے وصف سے آپ کی زندگی پر تھی۔

خدا کا خوف:

مدینہ منورہ کے مشہور عالم حضرت قاسم بن احمد رحمہ اللہ اکثر سفر میں حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے ساتھ رہتے تھے۔ایک بار فرمانے لگے میں کبھی کبھی یہ سوچتا تھا کہ آخر حضرت عبداللہ رحمہ اللہ میں وہ کون سی خوبی ہے جس کی وجہ سے ان کی اتنی قدر ہے نماز تلاوت حج جہاد روزہ غرضیکہ ہر عبادت میں ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں لیکن پھر بھی جہاں دیکھیے لوگوں کی زبان پر انہی کا نام ہے اور انہی کی قدر ہے ایک مرتبہ ہم لوگ شام کے سفر پر جارہے تھے راستے میں رات ہوگئی ایک جگہ ٹھہرے کھانے کے لیے جب لوگ دستر خوان پر بیٹھے تو اتفاق کی بات ہے کہ یکایک چراغ بجھ گیا خیر ایک آدمی نے چراغ جلایا جب روشنی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہے چراغ بجھنے پر گھبرائے تو سب تھے مگر حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تو کسی اور عالَم میں پہنچ گئے تھے انہیں قبر کے اندھیرے یاد آگئے اور دل بھر آیا۔حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے حضرت عبداللہ کو یہ اونچا مرتبہ اس لیے ملا کہ وہ خدا سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ذمہ داری کا احساس اتنا تھا ایک دفعہ کسی کا قلم دینا یاد نہ رہا تو مرو سے شام پہنچے اور قلم واپس کیا حالانکہ ان دونوں شہروں کے درمیان سینکڑوں میل کا فاصلہ تھا اور فرمایا کرتے اگر شبہ میں تمہارے پاس کسی کا ایک درہم رہ جائے تو اس کا واپس کرنا لاکھ روپے صدقہ کرنے سے زیادہ اچھا ہے۔

قسط نمبر 19

ظہیر الدین محمد بابر

امان اللہ کاظم

ظہیر الدین محمد بابر جب فرغانہ میں اس کے قائم مقام قاضی خواجہ اور اپنی نانی اماں کے بھیجے ہوئے پیغام سے آگاہ ہوا تو وہ بے حد حواس باختہ ہو گیا۔ اسے کچھ بھی سجھائی نہیں دے رہا تھا کہ اندریں حالات وہ وادی فرغانہ کو دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا اقدام کرے اس نے فی الفور اپنے معتمدین خاص قاسم بیگ، قنبر علی عرف سلاخ، شیر م طغائی اور علی دوست طغائی کو دربار خاص میں طلب کر لیا۔ بابر نے علی دوست طغائی سے مخاطب ہو کر کہا "میں نے معتبر لوگوں سے سن رکھا ہے کہ تم فن سپاہ گری میں ماہر ہو اور نہایت ہی بھروسے کے آدمی ہو۔ تم سے کسی بھی کارنامے کے سرزد ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ کیا میں تم سے یہ توقع رکھ سکتا ہوں کہ میں جو بھی فرض تمہیں سونپوں گا تم اسے انجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروگے۔"

علی دوست طغائی نے ہمہ تن گوش ہو کر بابر کی گفتگو سنی اور گویا ہوا کہ

"سلطان معظم! آپ کا فرمان سر آنکھوں پر میں اپنی طرف سلطان احمد تنبل اور جہانگیر مرزا کی رچائی ہوئی سازش کو فرو کرنے کے لیے اپنے تن من کی بازی لگادوں گا مگر نتیجہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بہر حال میں یہ پوچھنا ضرور چاہوں گا کہ آپ مجھے کس قدر فوجی افرادی قوت مرحمت فرماسکتے ہیں۔"

بابر نے قاسم بیگ، سلاخ اور شیر م طغائی کی طرف اپنا روئے سخن پھیرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ

"اس وقت ہمارے پاس کس قدر فوجی افرادی قوت موجود ہے۔؟"

قاسم بیگ نے بابر کے سوال کا جواب دینے کی بجائے علی دوست طغائی سے پوچھا کہ سردار محترم! آپ کو کس قدر فوج کی ضرورت پیش آئے گی؟" علی دوست طغائی نے جواب دیا "معلوم نہیں کہ دشمن کے پاس کس قدر فوجی افرادی قوت موجود ہے بہر حال وادی فرغانہ کو دشمن کے وجود سے پاک کرنے کے لیے کم از کم ایک ہزار سپاہی تو ضرور ہونے چاہیئں۔" قاسم بیگ نے علی دوست طغائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ "میں نے رات ہی اپنی فوج کی گنتی کی تھی۔ ناہنجار مغلوں کے بھاگ جانے کی وجہ سے ہمارے پاس صرف ایک ہزار فوجی باقی رہ گئے ہیں۔ سمرقند کی حفاظت کے لیے بھی تو ہمیں کم و بیش پانچ سو سپاہیوں کی ضرورت ہو گی۔ بنابریں آپ پانچ سو فوجی اپنے ہمراہ لے جاسکتے ہیں۔ اب یہ آپ کی فنِ سپہ گری کی مہارت پر منحصر ہے کہ آپ اس قلیل تعداد سے دشمنوں کو کس طرح زیر کرتے ہیں۔"

علی دوست نے برملا کہا کہ "طاقت ور دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے ایک ہزار فوجی بھی ناکافی ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ میں پانچ سو سپاہیوں سے بھی کام چلالوں گا۔" بابر نہایت ہی توجہ سے دونوں سرداروں کی گفتگو سن رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے پاس سمرقند میں اس قدر قلیل فوجی نفری موجود ہو گی۔ بابر کے دل پر ایک چوٹ سی پڑی تھی۔ یہ بات سوچ سوچ کر پریشان ہوا جارہا تھا کہ علی دوست طغائی پانچ سو افراد کے ساتھ کس طرح فرغانہ کا دفاع کرے گا اور ادھر سمرقند کی حفاظت پانچ سو کی فوجی نفری سے کس طرح ممکن بنائی جاسکتی تھی۔ گذشتہ کئی روز کی بھاگ دوڑ اور ذہنی کوفت کی وجہ سے بابر کا جسم بخار سے پُھنک رہا تھا۔ بابر کے استاد اور معتمد خاص سلاخ نے بخار سے سرخ ہوتے ہوئے بابر کے رخساروں سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ اسے شاید بخار نے آلیا ہے۔ سلاخ نے بابر کے بازو کو تھاما تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا اندازہ درست تھا، بابر نہایت ہی تیز بخار کی زد میں تھا۔ تینوں سرداروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں بات ہوئی۔ تینوں کے چہروں پر تشویش کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے۔ بابر کو اندرون خانہ جانے کا مشورہ دیا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بخار نے

شدت اختیار کر لی اور بابر اٹھنے بیٹھنے کہ قابل بھی نہ رہا۔ ادھر ادھر سے آنے والے خطوط نہ تو بابر سن سکتا تھا اور نہ ہی ان کے جوابات لکھوانے کے قابل تھا۔ بابر کی بیماری کی خبر چھپانے کی لاکھ کوشش کی گئی مگر اس کی بیماری کی افواہیں ادھر ادھر سمرقند کے بازاروں میں گشت کرنے لگیں۔ بابر پر نزع کا عالم طاری تھا۔ شاہی معالج پوری دلجمعی سے اس کا علاج کر رہے تھے ہر آن اُن کی تشویش بڑھتی چلی جارہی تھی کیونکہ بابر کا بخار اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا انہیں سلطان کے صحت یاب ہونے کی کچھ بھی توقع باقی نہیں رہی تھی۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ بابر کسی بھی لمحے مر سکتا ہے۔

دریں اثنا اندز حاں نے ایک وفد سمرقند پہنچا۔ بظاہر تو وہ وفد خیر سُگالی کے جذبات لے کر آیا تھا مگر حقیقتاً اس وفد کے بیشتر لوگ سلطان احمد تنبل، جہانگیر مرزا اور سلطان علی مرزا (جو کہ بابر کا چچازاد تھا) کے مخبر تھے جو سمرقند میں بابر کی فوجی قوت کا اندازہ لگانے آئے تھے۔ اس وفد میں نانی اماں دولت بیگم نے خفیہ طور پر اپنے دو آدمی بھی شامل کر دیے تھے وہ آدمی نانی اماں کا ایک خاص پیغام سلطان ظہیر الدین بابر کے لیے لائے تھے۔ سمرقند پہنچ کر وفد کے ارکان کو بابر کی شدید علالت کی خبر مل گئی وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی آنکھوں سے بابر کو دیکھیں اور اس کی علالت کی شدت کا اندازہ لگائیں۔ بنابریں انہوں نے بابر کے فوجی سرداروں قاسم بیگ، سلاخ، شیر م طغائی اور علی دوست طغائی سے تقاضا کیا کہ انہیں سلطان بابر کی خدمت میں باریابی کی اجازت دی جائے۔

پہلے پہل تو انہوں نے اراکین وفد کو ٹالنے کی بہت کوشش کی مگر ان کے اصرار پر بادل نخواستہ انہوں نے انہیں بابر کی خدمت میں باریاب ہونے کی اجازت دے دی۔ اراکین وفد بابر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ واقعی جاں بلب تھا اور کوئی گھڑی کا مہمان تھا۔ نانی اماں کے فرستادہ آدمیوں نے خاموشی سے نانی اماں کا پیغام قاسم بیگ کے گوش گزار کیا اور اس نے کہا کہ "جب سلطان معظم ہوش میں آجائے تو انہیں نانی اماں کا یہ پیغام دے

دینا کہ سلطان احمد تنبل اور سلطان علی مرزا نے خواجہ قاضی کو دھوکے سے بلوا کر اسے دار پر لٹکا دیا ہے۔ اندزحاں کو بچانے والا کوئی باقی نہیں رہا۔" قاسم بیگ نے نانی اماں کا پیغام سنا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ مگر اس نے خوب ضبط سے کام لیا اور اپنی تشویش کو لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ بابر کے معتمد سرداروں نے بھی باہر سے آئے ہوئے خطوط اور خبروں کو بابر تک نہ پہنچنے دیا۔ کیونکہ شاہی اطباء کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ مبادا سلطان معظم یہ روح فرسا خبریں سن کر مر نہ جائیں۔ بالآخر اطباء کی کوشش بار آور ثابت ہوئیں اور کچھ ہی دنوں میں بابر روبہ صحت ہونے لگا۔ آہستہ آہستہ اس کی جسمانی قوت بھی عود کرنے لگی۔ جب وہ کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اسے نانی اماں کا پیغام سنایا گیا۔

ایک بار پھر بابر نے اپنے معتمد سرداروں کو بلایا اور ان سے مشورہ پوچھا کہ "اندریں حالات ہمیں کیا کرنا چاہیئے جبکہ ہمارے پاس فوجی قوت ایک ہزار سے زیادہ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہمیں فرغانہ کی طرف کوچ کر ہی دینا چاہیئے بہر صورت ہمیں اندزحاں کو دشمنوں کی دست برد سے محفوظ رکھنا چاہیئے ہمیں اپنے سروں کی قیمت ہی کیوں نہ ادا کرنی پڑے ہمیں جلد از جلد اندزحاں پہنچنا چاہیئے فوج کو کم از کم وقت میں کوچ کا حکم دے دو۔"

چاروں سردار بابر کا یہ حکم سن کر متوحش نگاہوں سے بابر کی طرف دیکھنے لگے گومگو کی سی کیفیت سے گزر رہے تھے۔ مگر سلطان کی حکم عدولی بھی تو نہیں کی جاسکتی تھی، بہر حال آناً فاناً تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ بابر نے بذات خود فوجی تیاریوں کا جائزہ لیا اور اپنے فوجیوں کا حوصلہ بڑھاتا رہا۔ چند روز بعد فرغانہ کی طرف بابری فوج کا مارچ شروع ہو گیا۔ فرغانہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ہی شہر "خجند" واقع تھا اب اس پر سلطان احمد مرزا نے قبضہ جما لیا تھا۔ بابر نے نہایت چابکدستی سے "خجند" کو سلطان احمد مرزا سے چھین لیا اور اسے اپنا مستقر بنا لیا۔ سلطان احمد تنبل اور سلطان علی مرزا کے سمرقند سے کوچ کی خبر ان تک پہنچا دی تھی۔ لہٰذا بابر ابھی خجند ہی میں اٹکا ہوا تھا کہ اسے خبر ملی کہ سلطان علی مرزا نے فوج کشی کر کے سمرقند کو اپنے

دائرہ اختیار میں لے لیا تھا۔ بابر کو یہ خبر پا کر کافی تشویش لاحق ہو گئی۔ وہ اپنے تئیں سوچنے لگا کہ اندز حاں کو بچانے کی کوشش میں سمر قند بھی ہاتھ سے گیا اور اندز حاں کے بچاؤ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس شعر کے مصداق کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اب بابر کو صرف "خجند" پر ہی اکتفا کرنا پڑی۔ یہیں بیٹھ کر اب اسے مستقبل کی منصوبہ سازی کرنا تھی۔ اس وقت اس کو کچھ ایسی صورت حال سے گزرنا پڑ رہا تھا کہ نہ تو اس کے پاس خاطر خواہ فوج تھی اور نہ ہی اس کے پاس اتنا خزانہ تھا کہ وہ لوگوں کو فوج میں بھرتی ہونے کے لیے آمادہ کر سکتا۔ خجند بھی اس کے لیے کوئی محفوظ جگہ نہیں تھی کیونکہ کسی بھی وقت غنیم اس پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ اس وقت بابر کے سامنے صرف ایک ہی راستہ باقی رہ گیا تھا کہ وہ محلات کی زندگی ترک کر کے آس پاس کے پہاڑوں پر چلا جائے اور روپوش نہ زندگی بسر کرے اور ہر طرف سے بے خبر ہو کر اپنی طاقت کو دوبارہ منظم کرے اور پھر جب اس کے تئیں دشمن سے ٹکر لینے کی طاقت پیدا ہو جائے تو پھر بلا خوف و خطر میدان کارزار میں کود پڑے۔

مثل مشہور ہے کہ "جب جہاز ڈوبنے لگتا ہے تو سب سے پہلے چوہے کود جاتے ہیں" بابر جب پہاڑوں پر پہنچا تو اس کے پاس صرف دو اڑھائی سو لوگ باقی رہ گئے تھے اور باقی آہستہ آہستہ کِھسک لیے تھے۔ اب اس کے معتمد سردار بھی بھاگنے کے بہانے تراش رہے تھے۔ سب سے پہلے علی دوست داغ مفارقت دے گیا اب اس کا پرانا نمک خوار اور اس کا استاد قنبر علی عرف سلاخ بھی بھاگنے کے بہانے تلاش کر رہا تھا۔ ایک بابر کو اکیلا پا کر اس کی خدمت میں حاضر ہو اور بعد از آداب نیاز بابر سے کہنے لگا کہ "سلطان معظم! میرے بیوی بچے اندز حاں میں ہیں مجھے ان کے بارے میں تشویش ہے کہ نہ جانے ان پر کیا بیت رہی ہو گی۔ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تا کہ میں ان کی خیر خبر لینے کے لیے اندز حاں جاؤں" بابر نے سلاخ کے چہرے کا جائزہ

لیا تو وہ اسے بالکل ہی سپاٹ محسوس ہوا اسے یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ وہ بھی علی دوست طغائی کی طرح اس سے جان چھڑانا چاہتا تھا ۔ پھر بھی بابر نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا کہ "سلطان احمد تنبل نے میرے خواجہ قاضی جیسے وفادار کو سولی پر چڑھادیا ہے۔ کیا تو بھی اندز حاں جا کر سولی پر لٹکنا چاہتا ہے۔ اگر تجھے مجھ سے چھٹکارا حاصل کر کے اور اندز حاں جا کر سولی پر لٹک کر سکون ملتا ہے تو بخدا تو اندز حاں چلا جا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔"

سلاخ نے مسمسی صورت بناتے ہوئے گویا ہوا کہ "میں ایک منگول ہوں آپ کے پاس آنے سے پہلے میں آپ کے نانا یونس خان کے ساتھ مغلستان کے خیموں میں رہتا تھا۔ آج بھی بہت سے مغل میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ میں کسی نہ کسی طرح ان مغلوں کے ذریعے اپنے بیوی بچوں کو اندز حاں سے نکال لاؤں گا اور پھر انہیں اپنے ساتھ لے کر اپنی آبائی سرزمین مغلستان چلا جاؤں گا۔"

بابر نے سلاخ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھا اور زہر خندہ سے بولا "قنبر علی! مجھے تجھ سے یہ امید نہ تھی کہ تو بھی مجھے بیچ منجدھار چھوڑ کر یوں چلا جائے گا۔ شاید تجھے ایک چودہ سالہ نوعمر لڑکے کی چاکری سے شرم آنے لگی ہے۔ تو نے مجھے فن سپاہ گری میں طاق کیا چونکہ تو میرا استاد ہے اس لیے میرے لیے قابل احترام ہے۔ میں تیری مجبوری سمجھ رہا ہوں۔ تو بے شک اندز حاں جا اور اپنا شوق پورا کر۔" بابر نے نہایت فراخ دلی سے سلاخ کو اندز حاں جانے کی اجازت دے دی اور اس سے کہا کہ " اگر تیرا دل چاہے تو تُو کبھی بھی میرے پاس واپس آسکتا ہے ورنہ تیرا جہاں جی چاہے اپنی باقی کی زندگی وہیں گزار سکتا ہے۔" سلاخ بابر کے قدموں میں بیٹھ گیا اور رقت آمیز لہجے میں بولا کہ "جب میں واپس آنے کا وعدہ کر رہا ہوں تو اگر میں زندہ رہا تو ضرور واپس آؤں گا۔"

(جاری ہے)

قسط نمبر5:

نماز اہل السنت والجماعت

مولانا محمد الیاس گھمن

طریقہ نماز

نیت کرنا:

1. اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ۔

(سورۃ البینۃ:5)

ترجمہ: انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالی کی عبادت کریں اُس کے لئے اپنے دین کو خالص کر کے یکسو ہو کر۔

2. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

(۲)(مسند ابی حنیفۃ بروایت الحارثی ج1 ص250 رقم الحدیث264 ،صحیح البخاری ج 1ص 2باب کیف بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

استقبال قبلہ:

1. اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔

(۳)(سورۃ البقرۃ: 144)

ترجمہ : اور تم جہاں کہیں بھی ہو تو پھیر دو اپنے چہروں کو اسی کی طرف۔

2. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ... اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ۔

(صحیح بخاری ج 2ص286 باب اذا حنث ناسیا فی الایمان،صحیح مسلم ج 1ص170 باب وجوب قراء الفاتحة فی کل رکعة)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر اور پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔

استقبال قبلہ کے وقت چہرہ قبلہ کی طرف ہونا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَیْنَ النَّاسِ بِقُبَآءٍ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَآءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اللَّیْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْکَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَکَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْکَعْبَةِ۔

(صحیح البخاری ج1ص58باب ما جاء فی القبلة،صحیح مسلم ج1ص200باب تحویل القبلة۔۔)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رات قرآن نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لو۔ پہلے ان کے چہرے شام (بیت المقدس) کی طرف تھے تو وہ (نماز ہی میں) کعبہ کی طرف پھر گئے۔

تکبیر کہتے ہوئے استقبال قبلہ کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ۔

(صحیح بخاری ج2ص986 باب اذا حنث ناسیا فی الایمان، صحیح مسلم ج1ص170 باب تحویل القبلۃ)

ترجمہ: پھر قبلہ کی طرف منہ کر۔

قیام کرنا:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔

(سورۃ البقرۃ: 238)

ترجمہ: اور اللہ کے حضور عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

2. عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: فَسَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِماً

(صحیح البخاری ج1ص150 باب اذا لم یطق قاعدا، سنن ابی داؤد ج1ص144 باب فی صلوۃ القاعد)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھو۔"

قیام میں نگاہیں سجدے کی جگہ رکھنا:

3. عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاَنَسُ: اِجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ۔

(السنن الکبری للبیہقی ج2ص284 باب لا یجاوز بصرہ موضع السجود، مشکوۃ المصابیح ج1ص91 باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! اپنی نظر سجدے کی جگہ پر رکھو۔

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ ..... وَيَشْخَصُ بِبَصَرِهٖ اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ۔

(الترغیب والترھیب للاصبہانی ج2ص421 فصل فی الترھیب من الالتفات فی الصلوۃ)

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ پر جما لیتے۔"

تکبیر تحریمہ کہنا:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

(سورۃ الاعلیٰ: 15)

ترجمہ : اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

2. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔

(سنن ابی داؤد ج1ص98 باب فی تحریم الصلوۃ، جامع الترمذی ج1ص6 باب ما جاء فی مفتاح الصلوۃ الطھور)

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز کی کنجی طہارت ہے۔ اس کی تحریم "اللہ اکبر" کہنا ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

الفاظ تکبیر:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

(سورۃ المدثر: 3)

ترجمہ : اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔

2. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعاً قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(سنن النسائی ج1ص143 باب نوع آخر من الذکر والدعا الخ، المعجم الکبیر للطبرانی ج8ص226 رقم الحدیث 15857)

ترجمہ : حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو "اللہ اکبر" کہتے۔

امام کا جہراً تکبیر کہنا:

عَنْ سَعِیْدِبْنِ الْحَارِثِ قَالَ: اِشْتَکٰی اَبُوْھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَوْغَابَ فَصَلّٰی اَبُوْسَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَجَھَرَ بِالتَّکْبِیْرِحِیْنَ اِفْتَتَحَ وَحِیْنَ رَکَعَ

(السنن الکبری للبیہقی ج 2ص 18باب جھر الامام بالتکبیر ،صحیح البخاری ج 1ص114 باب یکبر وھو ینحض من السجدتین)

ترجمہ: حضرت سعید بن حارث رحمہ اللہ سے روایت ہے:

"ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے یا کہیں گئے ہوئے تھے (اس میں راوی کو شک ہے) تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو تکبیر کو بلند آواز سے کہا جب نماز شروع کی اور جب رکوع کیا۔

مقتدی و منفرد کا سراً تکبیر کہنا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُھَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ یَخُطُّ بِرِجْلَیْہِ الْاَرْضَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ذَھَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَشَارَاِلَیْہِ اَنْ صَلِّ فَتَاَخَّرَاَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَقَعَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَنْبِہٖ وَاَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُسْمِعُ النَّاسَ التَّکْبِیْرَ۔

(صحیح بخاری ج1ص98۔99باب من اسمع الناس تکبیر الامام)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے بیچ میں سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لے گئے گویا میں اِس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پیر زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ پڑھو چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کچھ پیچھے ہٹنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر سناتے جاتے تھے

چار رکعت نماز میں بائیس تکبیریں ہیں:

1. عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً۔

(صحیح البخاری ج1 ص108 باب التکبیر اذا قام من السجود)

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں۔

فائدہ:

"شیخ" سے مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ سنن طحاوی ج1 ص161 پر تصریح موجود ہے۔

2. حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک بار لوگوں کو جمع کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز سکھایا: اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَكَبَّرَ فِيْهِمَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً"

(مصنف عبد الرزاق ج2 ص40 باب التکبیر، رقم الحدیث 2509)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور اس میں بائیس تکبیریں کہیں۔

افتتاح 23 جون 2012ء ۳ شعبان ۱۴۳۳ھ بروز ہفتہ

اختتام 5 جولائی 2012ء ۱۵ شعبان ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات

دوسرا سالانہ

دورۂ تحقیق المسائل

زیر سرپرستی

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا • مرکزی ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر حفظہ اللہ • خدام العلماء سید مولانا محمد امین شاہ رحمہ اللہ

فارغ التحصیل علماء کرام کیلئے

تاریخ داخلہ ۱۰ شوال تا ۱۵ شوال

سالانہ تخصص فی التحقیق والدعوۃ

موضوعات: اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ، اصول مناظرہ، اسماء الرجال، فن خطابت، فن مناظرہ، حفظ الحدیث، تقابل ادیان

مرکز اہل السنت والجماعت

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

048-3881487

E-mail: markazhanfi@gmail.com

0346-7357394

0332-6311808

www.ahlehaad.org

www.ahnafmedia.com

دفتر احناف میڈیا سروس میں
مولانا محمد شاہد سہارنپوری کی تشریف آوری

18 اپریل 2012 کو بعد از نماز عصر قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے نواسے مولانا محمد شاہد سہارنپوری، ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور انڈیا، دفتر احناف میڈیا میں تشریف لائے۔ ان کے صاحبزادے مولانا محمد صالح زیدہ مجدہ بھی ہمراہ تھے۔ بعد از نماز عصر مولانا شاہد دامت برکاتہم کا جامعہ حقانیہ قینچی امر سدھو میں فضائل درود شریف پر ایمان افروز بیان ہوا۔ بعد ازاں متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن کے ساتھ احناف میڈیا سروس میں تشریف لائے اور ساتھیوں کے تعارف کے بعد ادارے کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ مولانا موصوف نے استاد محترم کی کاوشوں کو بے حد سراہا اور فرمایا اللہ تعالی مولانا کو اپنی تائید سے مزید نوازیں، اللہ ان کے کام کو قبول بھی فرمائیں اور مقبول بھی۔ اس سے قبل 17 اپریل کو مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں بقیۃ السلف شیخ الحدیث مولانا محمد طلحہ کاندھلوی صاحبزادہ قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ مولانا عبد الحفیظ مکی، پیر طریقت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی و دیگر علماء کرام تشریف لائے۔ مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے مرکز کے متخصص طلباء کو اجازت حدیث دیتے ہوئے چند نصائح بھی فرمائیں اور کہا کہ مولانا محمد الیاس گھمن کو اللہ تعالی اجر جزیل عطا فرمائے، جنہوں نے دور حاضر میں بیوہ خاتون سے نکاح کر کے مردہ سنت کو زندہ کیا یقینا انہوں نے 100 شہیدوں کا اجر پایا ہے۔ وہ مرکز اہل السنۃ میں مولانا کی دعوت ولیمہ پر تشریف لائے اور تیسرے نکاح کی مبارکباد دی۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ مورخہ 5 اپریل 2012 کو استاد محترم کا تیسرا نکاح مبلغ اسلام مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیوہ صاحبزادی سے ہوا۔ مولانا عبد الوحید صاحب نے نکاح پڑھایا جو کہ رشتے میں اب آپ کے ہم زلف ہیں اس موقع پر بقیۃ السلف مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے سروں پر اکابر کا سایہ شفقت تادیر سلامت رکھیں اور ان کے قلوب کو ہماری طرف متوجہ فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم